

# شرح فیصلہ برہقت مسئلہ

نسوب بہ قطب عالم شیخ المشائخ حضرت شاہ احمد والہ صاحب

مقتانوی مہا جرمکی قدس اقدس سرہ

مع

## تتمہ وضمیمہ حیات و متعلقات

از حضرت مولانا جمیل احمد صاحب مقتانوی  
مفتی نیا محکمہ اشرفیہ - مسلم ٹاؤن - لاہور

# تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و متصلياً و مسلماً

تقریباً ۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں ایک رسالہ ”فیصلہ ہفت مسئلہ“ حضرت قطب عالم جلیلہ وقت شبلی دوران حضرت حاجی امداد اللہ صاحب تھا نوی جا جری کی نور اللہ ضریح کی طرف منسوب اور مطبع نظامی کانپور سے طبع ہو کر شائع ہوا تھا۔ اور کئی بار جگہ جگہ طبع ہوا۔ اب ۳۱۳ھ مطابق ۱۹۰۱ء میں محکمہ اوقاف لاہور نے خوبصورت طریقہ سے اس کو شائع کیا ہے جس کو انھوں نے کراچی کے کسی مطبوعہ نسخہ سے نقل کیا ہے مگر اس نسخہ میں کئی تغیر ہو گئے ہیں۔

۱۔ حضرت قطب عالم قدس سرہ کے الفاظ بعینہ نہیں رکھے گئے۔ گویا اس کو لہسان اور شمشہ عبارت میں ڈھالا گیا ہے۔ لیکن ایک تو حضرت کے بابرکت الفاظ سے محروم کر دیا گیا کہ بزرگوں کے لفظوں کی جو تاثیر ہوتی ہے اس سے سب کو رے رہ گئے۔ دوسرے اس میں کچھ الفاظ چھوڑ بھی دیئے گئے تیسرے بعض جگہ مفہوم بھی بدل بدل گیا ہے۔

۲۔ رسالہ کے آخر میں ”وصیت“ عنوان سے ایک مختصر مضمون تھا جس میں حضرت قدس سرہ نے اپنے ایک خلیفہ اعظم کی طرف رجوع کرنے کا سبب کہ حکم دیا تھا وہ بالکل غائب ہو گیا۔ اس وصیت کے بعد حضرت مولانا دہلوی کی غنوی کے اشعار تھے جن میں فردی اختلافات کا راز اور اصلاح مکتی وہ بھی حذف کر دیئے گئے۔

۳۔ ریح الاول ۳۱۲ھ مطابق ستمبر ۱۸۹۵ء میں حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا محمد شفیع صاحب تھانوی خلیفہ حضرت قطب عالم قدس سرہ کا تحریر فرمایا ہوا ایک ضخیم شائع ہو چکا تھا اور وہ اس کے ساتھ طبع کیا جاتا تھا، کیونکہ جیسے کہ خود اس میں بیان ہے اصل

مصنف رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ کے حضرت حکیم الامت ہی تھے حضرت قطب عالم کے ایما سے تحریر کر کے سنا کر منظر کر لیا تھا اس کو ان صاحبوں نے شائع نہیں کیا حالانکہ

### تصنیف و تصنیف نیکو کند میان

کے موافق اسی کی توضیحات قابل قدر تھیں اسی وجہ سے یہ سادہ شائع ہوا کرتا تھا۔ یہ رسالہ مسئلہ مکرم زادہ اللہ شرفا کے ماحول میں لکھا گیا تھا، ان سات مسئلوں میں بعض بعض جگہ لوگوں نے دو دنوں طرف غلو کر دیا ہے اسی سے بھگڑے ہوئے لگے۔

مقصود یہ تھا کہ دونوں طرف کے لوگ غلو سے رک جائیں اور جیسے مکرم میں غلو سے پاک رکھا تھا کبھی دو دنوں طرف کے غلو سے ہر جگہ پاک رکھا جائے۔ اور سب

امن و سکون کی زندگی سے یاد الہی میں مصروف ہوں یہ سب چیزیں اور ان کی خصوصیات اور قیدیں و فرض ہیں نہ واجب نہ سنت ایسا سمجھنے سے باذنی ان کو عقیدہ یا عمل میں

واجب قرار دینے سے بچیں اور دوسرے لوگ بھی مغلوب الہی یا خالی الفہم لوگوں پر اعتراض سے ترک جائیں مضمون مختصر مگر غلو کی باتوں پر اشارات سے بھر پور ہے

کہیں کہیں صاف بات بھی ہے۔

چونکہ مکرم میں لوگ ایسے غلو نہ کرتے تھے، حضرت قطب عالم قدس اللہ سرہ نے اس کی تصدیق فرمادی، پھر بھی اس ماحول کے موافق قیدیں اور اشارات کافی ہوئے

ہیں لیکن پاکستان اور ہندوستان مکرم کی طرح غلو سے خالی نہیں ہر مسئلہ میں غلط عقیدوں کو دخل دے رکھا ہے۔ بے اصل و باغیر واجب باتوں کو عقیدہ میں دو دن میں واجب

قرار دے دے کر دین الہی اور تلقین غوی میں توہم کر رکھی ہے۔ اور بعض لوگوں نے تو کفر و شرک تک ذمت پہنچی رکھی ہے ضروری معلوم ہوا کہ کہیں غرض لوگ اس ارشاد

والا سے ناجائز فائدے نہ حاصل نہ لگیں اور مضمون کے اشارات سے غافل مسلمانوں کو بلے مار نہ کر دیں اس لئے اصل عبارت رسالہ مطبوعہ ہندوستان ۱۹۹۷ء کی کتابت ابدیہ

کے اندر کے رسالہ سے لیکر یعنی تا تم رکھ کر اس پر حاشیہ میں مشکل لفظ جملہ فقرے اور عربی فارسی جملوں اور اشعار کو حل کیا جائے اور ان اشارات سے جو پورے رسالہ میں جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں ہر جگہ پر مسئلوں کی توضیح، تشریح کو دی جائے تاکہ علم اور سادہ لوح مسلمان کسی عیاں کے چکر میں نہ آسکیں اور پھر خود حضرت قطب عالم قدس سرہ پر غلط عقیدوں اور غلط مسائل کی قیمت نہ لگا سکیں اور متروک چیزیں وصیت، تہنوی کے اشارات اور خود حضرت اندس کے قلم مبارک سے بعض مسائل کے متعلق صاف ارشاد جنید حضرت خلیفہ اعظم مولانا رشتید احمد صاحب گنگوہی وغیرہ حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا عمار شرف علی صاحب تھانوی و تکریمت حضرت قطب عالم و خواب تعلقہ فیصلہ حضرت مسئلہ و متعلقہ سوال و جواب کو بھی پیش کر دیا جائے۔

حضرت قطب عالم قدس سرہ کا نہایت زبردست احسان کل ہندوستان پاکستان کے بلکہ تمام عالم اسلام کے مسلمانوں پر ہے اور اسی وجہ سے ہر پڑھا لکھا ہوشمند حضرت آدمی

سے وابستہ نہایت وحیدیت رکھتا ہے، یعنی احسان الہی ہے اور دینی احسان بھی، آخری زول نے ہندوستان پر تسلط کرنے کے بعد مسلمانوں کو دین سے ہٹانے کی جو تہمیریں حکومت سے

اور مال کے نزع اور لالچ سے کی تھیں، ایک بے سرو سامان قوم کے پاس اس سے بچاؤ کی کوئی صورت بظاہر نہ تھی۔ یہ حضرت ہی کی بالائے نظری تھی کہ مسلمانوں کے اسلام و ہندواری

کی حفاظت کے لئے لینے دینے کی تعلیم و تربیت کے مدرسے اور خانقاہیں بنانے کی تجویز کی جس کی تکمیل آپ کے خلفاء اور مریدوں نے کر دکھائی، اور العلوم و ہندو جو اس وقت

دینا ہی ہو جیسا کہ دینی درسگاہ ہے۔ اور تمام گوشہ ہائے عاکسین دینی مدرسے اور ان کے تحت اسلامی علوم کے خزانے یعنی بڑے بڑے کتب خانے اور تبلیغ اسلام

کے لئے تالیفات عربی فارسی آرد و بہت کثرت سے نشر و اشاعت کے مرکز قائم کر دئے۔ آرد و میں ہی اس تدریس دین جو گیکہ کو فارسی میں بھی نہ تھا، یہاں عالم نے

گراہی دی کہ اس قدر دہن داری و علم کسی اسلامی مملکت میں بھی نہیں، اور پھر مگر جگہ نہ تھا نہیں باطنی کمالات کی بھی قائم ہو گئیں۔

ہنگ آراوی کا سنگ بنیا و ستھار میں آپ نے ہی رکھا۔ اس کا سہرا آپ کے اور آپ کے متعلقین کے ہی سر پہ ہے۔ آپ کے رفقا کی شہادت اور آپ کے ترک وطن اور ہجرت کر جانے کا یہی سبب ہوا ہنگ آراوی کا علم سب سے پہلے آپ اور آپ کے متعلقین نے بلند کیا۔ ۱۹۴۷ء میں جو ریچ بویا گیا تھا، اس ۱۹۴۷ء میں اس کا پھل پاکستان حاصل ہو گیا اور دنیا بھر میں سب سے بڑی اسلامی حکومت مل گئی: قربانیاں آپ کے ساتھیوں نے ہی دیں، سینکڑوں شہید سینکڑوں بے وطن سینکڑوں خانہاں برباد ہو گئے، سینکڑوں جیل اور عظم ستم کا شکار ہو گئے۔ مگر اللہ کے رحم سے امید نہ توڑی، گویا بعض خداؤں نے پاکستان کو آدھا کر دیا۔

عام لوگوں کے لئے اس کی صاف اور کھلی دلیل آج بھی موجود ہے۔ حکومت برطانیہ کے کاغذات شہادتیں کہ پورے ملک میں سے اس وقت اسی تھانہ جہوں کے باشندوں کے تمام گھر اور تمام زمینیں ضبط کی گئیں اور نیلام کر دی گئیں۔ تمام کاغذات میں آج بھی صاف بنائیاں اور محال مضبوط تمام اس کی شہادت ہے۔ گورج پاکستان کے لئے دے دے ان حقیقتوں سے ناواقف ہوں۔

رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" سے بعض لوگ غلط تعبیریاں پیدا کر ایسے محسن کی سوانح کو داغدار بنانے کی ناپاک کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہی انصاف کی درخواست ہے۔ اس لئے اس پر توضیح و تشریح اور متعلقات کو ساتھ لگانے کی ضرورت ہوئی کہ ممکن ہے کوئی تو شریف آدمی ایسا ہوگا، جو ایسے محسن کے احسان کو محسوس کرے گا، اور حق و ناحق میں تیز کرے گا۔

اتحر جمیل احمد قحطاوی کو حضرت قطب عالم حاجی صاحب مدرس سرگاہ کے جہانگیر پورہ۔ اور جہانگیر پورہ کا قرا سہ ہونے اور یواسٹ باطنی نور مشہد ہیں اور حضرت حکیم الانام عبد الملت مولانا اشرف علی صاحب کا لاہور دہاد ہونے اور اصلاح مدرسہ سے پھر حضرت مولانا خضر احمد صاحب عثمانی مدظلہ کے حکم سے یہ جہات ایک فریقہ بن گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں!

جمیل احمد قحطاوی

صفی جامعہ اشرفیہ  
مسلم ٹاؤن، لاہور،

شوال  
۱۳۹۱ھ

الحمد لله محمد لا نستعينه ونستغفره ونؤمن به ونترك  
عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهمل  
الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد أن لا اله إلا  
الله وحده لا شريك له ونشهد أن سيدنا ومولانا محمداً  
عبداً ورسوله .

۱۔ تھکرا اور دوسرے کی بات کو خدا کیسی ہی پروٹھا کر چڑھو رہا ہے اچھ جائے اور جو غلو اور زیادیاں ہر  
 کیسے کر رکھی ہیں وہ قطع پر جو کیا کہ دوسرے سے دست و گریبان نہ پڑی سمجھنا، پر پڑیں اور دین کے کام کریں۔  
 ۲۔ اختلافات نہ کرنے والے ملے جگہ جگہ پیچھے چند گھٹے گھٹے سختی بحث و مباحثہ،  
 ۳۔ اساتیر آئے جسے ہم کنگز کہتے ہیں، ان کی طرح جو دل سے تو ہی انداز سے بھی ملے یا ملے ہی ہے  
 ۴۔ اے آپ کے گھڑوں کو دودھ کرنے کا صوبہ بنانے کو روڑن کو نگو کہ یہ سیر یا سہارہ اور جنگل کے امن سبب  
 ۵۔ معاملہ نہیں جوتے غلو اور دیگر دوسرے پہلوؤں کو انہی کی سبب ہو سکتی ہیں اور نہ تو انہی میںاں اور ہر بات میں آفتا  
 ۶۔ بڑا سبب ہے اور جھگڑا نہیں ہو تا کہ یہ انداز پر جائے کہ گھوڑے کو ان کو نگو کہ ان کو سیر یا سہارہ اور جنگل کے امن سبب  
 ۷۔ اللہ تعالیٰ ہی تو فیصلہ دینے والے ہیں ہم کو ایسے بیان کی اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ۛ







اس اعتبار سے اس قیام کو فرزدی سمجھا جاتا ہے اور دلیل اس توفیق کی وجہ ان اعمال کا سحر طبع یا کشف والہا ہے۔ اسی طرح کوئی شخص عمل مرلہ کو مہیات کہتا ہے جو موجب بعض برکات یا آثار کا ہے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے توفیق پر ہے اور اس سے متعین قیام کو فرزدی سمجھے کہ یہ انفرادی بدون قیام نہ ہوگا۔ اس کے دعوت کہنے کی

سلسلہ انجمنی دینی فائدہ کے تجربے کی بنا پر فائدہ لینے کے لئے ضروری سمجھا خواہ یہ غلط ہو یا صحیح اس کا ذہن اور ژباہ ہونے سے کوئی تعلق نہیں اسی لئے بدعت نہیں کہلا سکتا۔ ہاں شرعی واجب یا ژباہ سمجھا تو بدعت ہوتا ضروری تھا۔

سُبحانہ کے افسانے کی حالت پر حیرت ہوئے کی دلیل ان عینیت کو اپنا کر سنے والوں کا تجربہ یا کشف  
 و احیاء ہے جس کی حق میں کوئی قابلِ توبیہ ہوگا، و دھرموں کے بے دلیل زبیرے کا جائے کہیں جائے  
 نہ کرے۔ یا خود تجربہ کر کے یقین اور اکثر قریحیات و اے ملل کو دفع و دل میں جلتے کیسے ایسی باتیں کہنے میں  
 سُبحانہ اور عینیت کا تجربہ جس میں تجربہ کر کے دیکھ سکتا ہے کسی طرف کر سنے سے فائدہ نہ رہتا ہے اور عینیت  
 کرنے سے نہیں ہوتا۔ اور کشف پر ایک کبوتر یا نہی جن کو جتنا ہے ہر ذرت نہیں ہوتا اور دوسروں پر  
 دلیل نہیں ہوتا۔ مگر ان صاحب کشف کو کجا کشت دیا ہے اور تجربہ یا کشف سے فائدہ نہ دیا کہ ان ہی معلوم  
 ہوگا کہ کبوتر کو اب ہونا نہ ہونا تو قرآن و حدیث سے معلوم ہو سکتا ہے۔ چہرہ فائدہ کشف و لذت کے  
 سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور کشف و احیاء کا بھی حجب احتیاج ہوگا اگر وہ متقی پر ہوگا کہ وہ عقلی سو فی  
 دھو کہ باذنیہ ہو اگر کشف کا اہل نہ ہو تو یہ حیثیت اور دھوکہ ہوگا۔

**نکاح** جیسے کہ دینی فائدہ اٹھانے کا خاص ہیصابت سے ہرے کا اختیار ان عیالت کے ایسے دکنے والوں کے منہ  
 قریب ریاست سے متناجہ ایسے ہی اگر کوئی مولود کو رواج طریقہ پر گنے کے قریب ہاں کے خدائے کے روافی  
 کشت سے اس طریقہ کو کسی کی افراکت ناکہت ولقت کا سبب گنے کے ایسے تجربہ کار ہی ہر گھر کے  
 سولہ اور اس خیراتی کے بارے کے منہ ہدیہ فخر دی سنے سے قربت نہیں کہ قریب اقربانہ واجب گو  
 بن کے کام کو دنیا کے لئے بنانا اچھا ہو مگر بدعت تو نہ ہوگا افضل میں کہ ہر گاہ کو قریب کا ہم ہر دیکھ  
 ایسی ہیست سے رواجی طریقہ سے ۔

[illegible]

کوتی و سچ پنہا اور اعتقاد ایک امر باطن ہے۔ اس کا حال بدوں و رذائت کے ہوتے  
 یقیناً معلوم نہیں ہو سکتا، محض قرائن و تمہید سے کسی پر گمان کرنا اچھا نہیں۔ مثلاً  
 بعض لوگ ناگزین قیام پر ملامت کرتے ہیں تو ہر چند کہ یہ ملامت بے جا ہے مگر نہ  
 قیام شرعاً واجب نہیں، پھر ملامت کہوں، بلکہ اس ملامت سے شبہ امر اکابر و تابع  
 حین کی نسبت فقہائے فرمایا ہے کہ اگر اس سے مستحب بھی معصیت ہوتا ہے مگر ہر  
 ملامت سے یہ قیاس کر لینا کہ شخص متعقد و سب تمام کا ہے درست نہیں کیونکہ ملامت

لے کیونکہ دعوتِ غفرِ رب کی کوئی فرسٹ کلاس ڈبا یا غفرِ داعیب کو داعیب بننا ہوتا ہے یہاں تک ایک ذمیہ  
تہرہ ہے نہ کہ ڈبا نہ شری داعیب جبر، جنت کیوں ہوگا یا اگر اس کو ڈبا یا داعیب خدیہ میں مل  
میں قرار دے نہ دعوت ہوگا یا یہاں ایسے کہ وہ نہ ہوں قرآن کی مشابہت اور مندرجہ ذیل کے گناہ جو  
وہ الگ صورت ہے، مگر ضرورت کو دعوت کہ دینا چھوٹ نہ ہوگا۔

اے دلائل سے علیٰ ناب کہ داعی جو فرسٹ کلاس کے مکمل یقین و دیا رفت سے ہی ہر سکتا ہے کسی داعیہ  
کرنا اس کو داعیب سمجھنے کی دلیل نہیں ہوتی، بلکہ اس کے ترک کرنے والوں پر سختی سے وارنہ گئی کوئی  
وہ گراہ قرار دینا علیٰ غرض نہ دلیل و داعیب اعتقاد کو کھٹے کی پختی ہے، ورنہ کہ اس کو علیٰ ناب داعیب  
کر دینے کی کوئی دلیل ہو جائے اس وقت ہر مے گا اس وقت تو نہیں۔

۱۔ سب کے ان کو زبان سے یا حسن سے جرب عقیدہ یا اعلیٰ میں مضمون ہو جائے تو کیا ان کو کہنا چاہئے کہ اگر وہ کلمہ برائے شہادت بھی نہیں بلکہ حضور نے فرماتے ہیں کہ تم سے بھی کلمہ کہنا چاہئے کہ یہ جو حدیث میں ہے۔  
اب تمام نہ کہہ کر کہ کہنا حضور کی پسند کرنا، کہ نہ ہے اور تمام کو کچا کہنا حضور کے ناپسند کرنا کہ نہ کہنا جو بہت شے ضروری اور واجب قرار دینے کا جو کہ ہے اور یہ غیر واجب اور واجب بنانا، اور بہت حرام و حلال میں  
تقریب یا علحدہ اور رسول پر بہت یا اعلیٰ اور دنیا پر سخت تو نہیں گئی، نیئے کا فریب ہے اس لئے کہ اس سے بچا اور نہ  
خود نہ کہہ کر کہنا کرنا اور واجب عقیدہ یا اعلیٰ میں بنا کر کہنا اس کو نہیں کہہ کر کہنا کہ یہ غیر معنی ہے نہیں۔  
۲۔ دعوت اور حق درخشاں ہو جائے ہے جو کہہ کر کہنا، کہہ کر کہنا اور رسول پر بہت، اور یہی قریم

ہذا خلاصہ ہے ان کی فہم ہے۔  
 شہ کی طرح کبھی بات پر کھنکھانت ہوئی نہ خردی ہے۔ الفاظ بہر ہرگز اس مختصص سے تو وہاں کے  
 کوئی نہ کہہ سکتے کہ دلیل ہے۔ کوفہ سے قریب مغرب یا مغربی خانہ کے نزدیک ہر ہمنے کے دلیل کے لئے لازم لفظ و اجہم  
 روایات کی علامت کو ترک کر دیا ہے۔ اور اس کا کہہ دیا ہے کہ دلیل نام نہ درست نہیں۔ صرف حکمت نامہ





ع بھر کیے تو گھیسے را سوز !

وہا یہ اعتقاد کہ مجلس کو ملازم حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز کرتے ہیں اس اختلاف کو ترک و کفر کہنا حد سے بڑھنا ہے۔ کیونکہ یہ امر ممکن ہے غمنا و نقل ہلکے بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوا ہے۔ وہا یہ مشہور کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کتنی جگہ

لے ایک پتو کی وجہ سے تم ایک پارے پہل کو مت جلا دو۔ اسی سے بھی وہ دفعہ ملازم اندر نکلتے ہو کہ کھل کر خود چلتے ہیں۔ منہ چاہے کہ وہ اور اگر کھلے تو ان کو بلو اسقلا ہے اور پتے پہننے یا کچھ ہوں تو بعد از ان ہذا اگر کام فرض واجب بنت ہو پانی دیکھ کر خرافہ دلاؤ کہ روز اس کام کو میں اس وقت تک کہتے تھے کہ وہ جب تک ان چترن اور گنہوں سے سب پاگ نہ ہو جاتے۔

اٹھے اشتداد میں کسی بات کو کہیں کہہ سکا کہ وہاں سے اہل بیت نہ صرف ذات یا باطن حدیث متنازل سے ثابت ہو سکتے ہیں بلکہ چنانچہ اہل بیت میں قرآن کو غلط عقیدہ کو کہہ سکتے ہیں اگرچہ شرک نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ کفر قرآن سے اٹھنے کے ذات و صفات اہل ان کے قطعی و یقینی حکم اس کام کا کارہ ہے اور شرک کی کلمات کو غیر میں ثابت کرتا ہے۔ جو کہ جس سے کہیں کا انکار ہے۔ اور ہاں درود میں جس سے کہی گئی نہیں تو یہ کہنا حد سے بڑھنا ہے۔ یہ بے ثبوت و بے دلیل تو کیا نہ کہنا کہ کفر شرک نہیں ہے۔ اہل ان کو یہ کہہ دینا کہ وہی کفر و کبر و خود بخود باطل تھا کہ ان کے اٹھنے ہی ان کے خالق کے درجہ پر ہو گیا۔ یعنی ہر چیز اس کے خالق سے ہے تو یہ اہل کمال شرک و کفر کا سب سے بڑا فرض ہوگا اور مسئلہ میں ایسا ہونا کیا عیب ہے

اٹھے عقلا اس لئے کہ اس سے کوئی حال عقل لازم نہیں آتا۔ عقلا اس لئے کہ کہنے نہیں آتا اور شبہ سہل ہے میں دوسرے ایسا کو ثابت اللہ قسم میں پہنچا کر آئے۔

سکھ کر اس بات کے ممکن ہوئے اس کا واقعہ ہوا خراہی نہیں چاند سورج کا منور ہے کھٹے ہو کر زمین پر گرجا کھن تو ہے گرجا کی جگہ میں نہیں کہے اب واقعہ ہوا کہ منور و لیل سے ثابت ہوگا کہ جو جن مانا فروری ہے ثابت نہ ہو تو صرف ایک خدایاں ہوتا ہے جس کا چھٹہ دا وادب ہوتا ہے۔ اس کے لئے یہ دلیل ہے کہ ہندو گروں نے گھٹن کرنا یعنی گرجا شریف لانا دیکھ کر تو ایسا بڑا عقیدہ کہہ سکتے ہیں تو بات غلط نہ ہو کہ گھٹن کوئی شرعی چیز نہیں اس سے کوئی قسم کفر یا بت ہوتا ہے۔ یہ جانتا ہر عقیدہ کا حکم جو حق تعالیٰ آیت یا حدیث متواتر سے ثابت ہو سکتا ہے۔ اور پھر دوسروں کے واسطے کو گھٹن یا کھن یا دین نہیں ہوتا۔ ہون ان صاحب کثیف کھن ہیں عقیدہ نہیں، گھٹن یا بت باطل غلط نہیں ہو سکتی۔ و درود کے حق میں غلط عقیدہ ہو سکتا ہے مگر وہ شرک نہیں ہوگا۔ اور گھٹن سے حجابات اٹھنے کا رونق افروز ہوا جاسا ہے کہ ہے حقیقت کو آنا نہیں

کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے۔ یہ عقیدہ شیعہ ہے آپ کے علم و روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک آؤنی سہا ہے علاوہ اسکے اللہ کی قدرت و تحمل کو کلام نہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف و کھین اور دنیا کی حجاب

لے حضور پروردگار ہاں نہ رکھتے ہیں حجت و درجہ کا انکشاف اور حضور کا مرتبہ سب سے زیادہ جہا قرآن و حدیث سے ثابت ہیں اور کثیف سے بھی بہت بزرگی کو کثیف ہوتے ہیں۔ گو کثیف کا درجہ ان کے قریب کا بھی نہیں۔ نہ ہر ایک کا ہر نام ہے۔

اٹھے اس لئے ایسا ہونا ممکن ہے اگر کسی معتبر دلیل سے ثابت ہوتا یا اب کثیف سے صرف کسی اہل کثیف کے لئے ظاہر تو اس کے لئے بھی ہو سکتا ہے کسی معتبر دلیل سے ثابت نہیں ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ بعض واقعہ حرافہوں میں اس لئے کہ موت بیل سے آئے ہوگا۔ اہل کثیف کے لئے کثیف سے ممکن ہے مگر نہ اہل کثیف کو ہر وقت کثیف ہونا ضروری نہ ہر موقع پر اس کثیف ہونا ضروری نہ سب کا اہل کثیف ہونا ثابت نہ کثیف و دوسروں کے لئے میں درود میں کہنے کے لئے یہ اصل اور اعتقاد باطل ہوگا صرف اہل کثیف کے لئے بغیر ذلیف نہیں لایہ ایک واقعہ کہ ہاں کثیف میں جائے میں ہو سکتا ہے۔ عقیدہ کیا درست ہوگا۔ مگر عقیدہ یہ بن میں کو غلط ہوگا۔ کفر و مشرک نہ ہوگا مگر ہوگا۔

اٹھے گھٹن کی جگہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو تو قدرت ہے کہ وہ ہر جگہ پہنچا دیں۔ اس کا کوئی مسئلہ ان الزام نہیں کہنا۔ وہا یہ کہہ کر واقعہ میں ہو جی رہا ہے کہ ایک وقت پر بہت بہت جگہ پہنچا ہوا اس کی دلیل کسی اہل کثیف کا کثیف ہی، اور صرف ان کا ہی ذات کثیف ہو سکتا ہے۔ وہی صرف اس جگہ کے لئے جہاں کثیف ہوا ہے۔ یہ معلوم ہوگا۔ پہنچا نہیں جہاں درود کے ساتھ ہو سکتا ہے کہیں صرف درود مبارک کا جگہ درود ایک و دوسرے ہیں۔ ایک وقت ایک و دوسرے جگہ نہیں آتے ہیں۔ اس لئے پہنچنا ہاں ہی میں سے حجابات دروہاں سے اٹھنے سے ہوگا ہے۔ و درود تو تو تھا لے کہ یہ معمولی نہیں۔ عادت اللہ کے خلاف ہے اور قدرت کے بند واقعہ ہونا جہاں کے بغیر نہیں ہوا جاسکتا۔ کہیں پہنچا ہی ہو سکتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا علی خود سے ہو کر ہوتا ہے۔ اس سے علم نبی و کھن کی جگہ حجابات ہونا لازم آئے کہ جو غیر اللہ کے مانا کفر ہوتا ہے۔

اٹھے ہر دے۔ اور اس وقت ہر گھٹن کے سامنے ہو جائے۔ مگر درود افروز ہونا نہیں کثیف ہو جاسا ہے مگر ممکن ہے اور واقعہ میں ہے یا نہیں۔ اس کا مارا دلیل ہوگا۔ اگرچہ قرآن و حدیث سے اس پر کوئی دلیل نہیں۔ مگر اہل کثیف اگر اس کا کثیف ہو جائے تو ان کے حق میں تہیہ اور میں جو کہہ کیے کثیف ہوگا و انحراف بہت ہوگا چاہے۔ درود پر دلیل نہیں کہ جہاں صرف عمر و حق تعالیٰ سے کثیف ہوا کہ یہاں کی جگہ ہے ہر گھٹن کی جگہ



تواضع و عاجز ہے ورنہ بے دلیل ایک غلط خیال ہے۔ غلطی سے رجوع کرنا اس کو ضرور ہے۔ مگر شرک و کفر کی شرح نہیں ہو سکتا،

پس تحقیق مختصر اس سلسلہ میں یہ ہے کہ جو مذکور ہوئی۔ اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ غفل مولد میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال اپنے گھر پر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔ وہاں علما و ائمہ جاس سلسلہ میں رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ ہر گاہ یہ مسئلہ اختلافی ہے اور ہر فرقہ کے

۱۔ حق معین حق سے ایک خیال پر مکتبہ ہے گو شرعی و حق وہیں ہو سکا کہ اول تو کشف اپنے عقیدہ کے لئے بھی صحیح و دین نہیں کہ وہ شرعی دلیل ہی نہیں اور عقیدہ کے لئے تو بالکل بھی نہیں۔ پھر کئی کشف دوسرے کے لئے دلیل نہیں ہو سکتا صرف ایک خیال کی تم کو نہ ہو سکتا ہے وہ بھی جب کہ شرعی دلائل سے اس کے خلاف ثابت نہ ہو۔ ورنہ کشف نامتبر ہونے کی وجہ سے ان دلائل سے دور ہوجائے گا۔

۲۔ اور اس کو عقیدہ بنانا اور حدیث غلطی ہے اس کو چھوڑنا فرض ہوگا  
۳۔ غلط اور بے دلیل خیال کے عقیدہ و تفسار دینا گناہ و گمراہی ہے اس سے بیکسی قلعہ بستی دلیل ثابت شدہ و محکم کا انکار نہ ہوگا۔ کفر نہ ہوگا۔

۴۔ کیونکہ مذکور میں دینے والے کسی غیر احباب کو احباب نہیں قرار دیتے۔ کوئی گناہ کی بات اس کے ساتھ کر کے ذکر کی تو ان نہیں کہہ سکتے کسی خاص مسئلہ و ہیئت تاریک ماہ کو ضروری تو کیا نہاتے یا بدی بھی نہیں کہتے، کوئی بے اصل روایت نہیں بیان کرتے۔ تلعاویٰ یعنی بلانا کر کہیں کہیں بھی نہیں کرتے، وہ ان کا ذکر و بیان غیر اختلافی احکامات کے ساتھ خاص نہیں ہوتا، اختلافی احکامات و احکامات استقامت اخلاقی احکامات سیاست جہاد و تبلیغ احکام بودہ اش اصلاحت و تزکیہ سب امور پر مشتمل ہوتے وہ وسیلہ و رتوب نہیں ذکر و رسول پاک ہوتا ہے۔ ذریعہ برکات ہوتا ہے۔ اس لئے اپنے گھر پر بھی اسی طرح ہوتا ہے۔

۵۔ اس کو کہ فراب بھی نہیں فرادیتا ضروری تو دیکھنا و صرف اپنی قوت کشیدی یا تجزیہ سے معتبر خاص یہ اس میں دینی فتنہ لطف و لذت پاتا ہوں، اور اس طرح کہ دوسری جگہ کئی فتنہ نہیں کرتا اس سے آپ یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ حاشیہ میں جو عرض ہے وہ ان کی تحقیق حشاشہ ہے۔  
۶۔ جب کہ

پس دلائل شرعی بھی ہیں۔ گو قوت و ضعف کا فرق ہوسچا اگر مسائل اختلافیہ شرعیہ میں ہوا کرتا ہے۔ پس خواص کے کو قیہ چاہئے کہ جو انکو تحقیق ہوا ہو اس پر عمل رکھیں۔ اور دوسرے فرقہ کے ساتھ

۱۔ مگر شرعی دلیل وہ ہے جو قرآن و حدیث و اجماع و فقہاء امت کی تحقیق کے مطابق ہو خصوصاً فقہائے احناف کی تحقیق کے۔ جو ان سے بزرگی۔ وہ دلیل ہے۔ ورنہ دین نہیں جیل ہے۔ پھر اگر وہ دوسری شرعی دلائل سے یا قاعدہ کی گنتی ہوں۔ تو قوت و ضعف کو دیکھنا ہوتا۔ لیکن لوگ بات اپنی کہتے ہیں، اور اس پر گھبر گھبرا کر کسی آیت یا حدیث کو کہاں کریتے ہیں اس سے ایک عالمی آدمی یہ سمجھتا ہے۔ کہ یہ قوت شرعی و حدیث سے ثابت ہوگئی۔ مگر قرآن و حدیث سے اس کو دور کا بھی واسطہ نہ پڑتا جو غلط سے غلط مفہوم تراشنے کے اس سے غلط حکم سمجھ لیں اور سمجھا دیا جائے۔ اور ہر شخص یہی کہنے لگا تو عام لوگ پوچھیں پوچھ گئے۔ اور بہت سی خطہ ناک ہے اصل باتوں کو ان کے کہنے سے دین سمجھ گئے۔ پس ملتے اصل دینی و اسلامی صحیح بات معلوم کرنے کے لئے آپ ہزار سالہ تحقیقات کی طرف رجوع کیجئے۔ اور ہر مسئلہ کے فقر حنفی اور عقائد کی کتابوں کی ان صحیح تحقیقات کے مطابق ہوتا معلوم کیجئے۔ جس کو ہزار سال سے سب مانتے تھے اور تحقیقات پر ہر کو دین کی صاف مقبولات ہیں، اور سنا نہ کہہ دیجئے کہ معلوم نہیں آپ نے قرآنی و حدیث کو سمجھ کیا ہے یا نہیں۔ اس لئے فقر و عقائد کی ہزار سالہ تحقیق شدہ لوگوں کی تحقیقات فراموش نہ کریں اس کو ثابت کیجئے۔ تب دلیل معتبر اور تباہ اخیان ہوگا، قوت و ضعف کا یہ اور اسے جو ہر شخص معلوم کر سکتا ہے۔ ورنہ دلائل کو علماء ہی کہہ سکتے ہیں۔ جیسے سنے کو شمسار۔ عوام کو بڑے علماء کی پیروی ضروری ہے مگر بغاوت و اختلافی بھی ہے۔

۲۔ جو ضروری عقیدہ سے تعلق نہ رکھیں۔ صرف عمل و معاملات سے متعلق ہوں کہ عقیدہ و دین میں اختلاف تو احدی اختلاف ہے۔ اور وہ اختلاف حق و باطل کا اختلاف ہے۔ راجح و مرجوح کا نہیں۔

۳۔ اپنی مسلم و تقویٰ بزرگوں کو چاہئے کہ پوری تحقیقات کے بعد حق پر عمل کریں۔ ویسے ہی کوئی کام نہ کریں۔

بعض ہائیکہ نہ رکھیں نہ نفرت نہ خیر کی نگاہ سے اس کو دیکھیں نہ تفریق و تفصیل کرنا  
 بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی شافعی کے سمجھیں اور باہم ملاقات و ملاقت  
 و سلام و مولد و نفقت و محبت کے دیکھ کر جاری رکھیں۔ اور توحید و مباحثہ سے مخصوص  
 بازاریوں کے مذاہبات سے کو منصب اہل علم کے خلاف ہے ہر پرہیز رکھیں۔ بلکہ ایسے

اسے جب تک گائی کی گنجائش نہ ہو کہ وہ غیرواجب کو فرض و واجب بنا دیا نہ عقیدہ  
 میں ثابت ہو نہ عمل میں۔ فتنۃ المسلمین حدیثاً و مزمون سے تنبیہ کن (لکھا کر) حدیث جبرائیل  
 کرتا ہے۔ ہاں اگر لائق سے بیرونی کو دین غیر واجب کو واجب بنانا بہت ہر جائز ہے تو نفرت خود ہی ہے  
 یعنی فی اللہ سنت اور دینی برکت کی گراہی سے بچنا واجب ہے نہ احادیث میں و نہ بدیہاً فقہ  
 حدام الاسلام (جس سے بدعت والے کی تفرقہ کشی کی گراہی نے اسلام کو ڈھابا دیا ہے اسلام  
 کو منہدم کرنے والے جو بتائیں۔ اس لئے یہ عقین ایسا دو گویں کو حقیر یا تو قہر کریں۔  
 اسے فاسق اور اگر اذہان غیر ممکن تفتیش کے نہ کریں نہ مذکوبیت نہ جی جائے ہاں تفتیش پر ہی کی حکم

کی حفاظت لازم ہے۔

اسے یعنی اس کے مشابہ و نہ وہاں قواعد و شے سے قرآنی یا باطن اجزاء و خیال سے ہی دونوں کی  
 میں تفریق کر دلیلیں ہیں زیادہ تر راجح و مزوجہ کا اختلاف ہے اور سب کا حدیث سے ہی اختلاف  
 ہے وہ جہت پر اور اہل حق منصف ہو کر حدیث کے خلاف دین میں ہی باتیں ہیں یا اگر اپنی منصف قرار دیتا  
 ہے و دونوں میں بہت فرق ہے۔ مگر ماننا کی نزاکت کا تقاضا ہے کہ دونوں کی وجہ سے میل کر لیں  
 یہ ضرورت اختلاف کو ہر دین میں جیسے متفق شافعی میں ہے نہ ضرورت اختلاف کو نہیں اچھا لانا اور یہ بھی  
 اس وقت سے کہ ان کے اصل اقوال کو عقیدہ یا عمل میں واجب نہ قرار دیں اور اناول بھی واجب سمجھنے والا  
 کا نہ ہو کہ ان کی مشابہت اور سند و احادیث سے لازم آئے۔ اس وقت متفق شافعی اختلاف کے مانند ہوگا  
 کہ اپنا مذہب راجح و قوی و دوسرے کا کمزور ہے۔ اور ازاد و بدعت و انبیاء سنت قوی ہے۔ دونوں کی  
 بدعت نہ گراہی اور اسلام کو منہدم کرنے والی چیز ہے اس کی گراہی ثابت کرنا جہل و کفر کی  
 حفاظت کے لئے واجب ہوگا۔

ہائے حریم سے سب ضرورت نہ کہ دین محبت۔  
 شے ملاشتہ ہر ضرورت کے نزدیک اور بدعت مباح نہ ہو۔  
 شے بلے عقل کی باتیں اور گندے لفظ جو بازاریوں، استحقاق کر تیس ہر شے میں ہے کہ دین نفرت  
 اور فتنہ بات کرنے والا نہیں بنانا

مسائل ہیں نہ فتویٰ نکھیں نہ مہر و دستخط کریں کہ فضول ہے۔ اور ایک دوسرے  
 کی رعایت رکھئے۔ مثلاً اگر مانع قیام عامل قیام کی محفل میں شریک ہو جائے تو بہتر  
 ہو کہ اس محفل میں قیام نہ کریں۔ بشرطیکہ کسی فتنہ کا برہان یا محفل نہ ہو اور جو قیام  
 ہو تو مانع قیام بھی اس وقت قیام میں شریک ہو جائے اور اعرام ملے ہو  
 غلہ اور زیادہ تباہ کر لی ہیں اس کو کوئی شے سے منع کریں۔ اور یہ نہ متان لوگوں  
 کا زیادہ و مفید ہوگا جو خود مولد و قیام میں شریک ہوتے ہیں، اور جو مانع  
 اصل کے ہیں۔ ان کو سکوت مناسب ہے۔ ایسے امور میں مخاطبت بھی  
 نہ کریں۔ اور جہاں ان امور کی عادت ہو وہاں مخالفت نہ کریں۔  
 جہاں عادت نہ ہو وہاں ایجاد نہ کریں۔ غرض فتنہ سے بچیں۔

اسے سبب نہ کسی مباح یا مقبہ کو فرض و واجب نہ عقیدہ میں قرار دے دیکھا ہونہ عمل میں اور نہ  
 وہاں ایسے کرنے کا ماحول ہو کہ ان کی مشابہت اور سند و احادیث سے قرآنی یا باطن اجزاء و خیال سے ہی دونوں کی  
 میں تفریق کر دلیلیں ہیں زیادہ تر راجح و مزوجہ کا اختلاف ہے اور سب کا حدیث سے ہی اختلاف  
 ہے وہ جہت پر اور اہل حق منصف ہو کر حدیث کے خلاف دین میں ہی باتیں ہیں یا اگر اپنی منصف قرار دیتا  
 ہے و دونوں میں بہت فرق ہے۔ مگر ماننا کی نزاکت کا تقاضا ہے کہ دونوں کی وجہ سے میل کر لیں  
 یہ ضرورت اختلاف کو ہر دین میں جیسے متفق شافعی میں ہے نہ ضرورت اختلاف کو نہیں اچھا لانا اور یہ بھی  
 اس وقت سے کہ ان کے اصل اقوال کو عقیدہ یا عمل میں واجب نہ قرار دیں اور اناول بھی واجب سمجھنے والا  
 کا نہ ہو کہ ان کی مشابہت اور سند و احادیث سے لازم آئے۔ اس وقت متفق شافعی اختلاف کے مانند ہوگا  
 کہ اپنا مذہب راجح و قوی و دوسرے کا کمزور ہے۔ اور ازاد و بدعت و انبیاء سنت قوی ہے۔ دونوں کی  
 بدعت نہ گراہی اور اسلام کو منہدم کرنے والی چیز ہے اس کی گراہی ثابت کرنا جہل و کفر کی  
 حفاظت کے لئے واجب ہوگا۔

اسے جب تک گائی کی گنجائش نہ ہو کہ وہ غیرواجب کو فرض و واجب بنا دیا نہ عقیدہ  
 میں ثابت ہو نہ عمل میں۔ فتنۃ المسلمین حدیثاً و مزمون سے تنبیہ کن (لکھا کر) حدیث جبرائیل  
 کرتا ہے۔ ہاں اگر لائق سے بیرونی کو دین غیر واجب کو واجب بنانا بہت ہر جائز ہے تو نفرت خود ہی ہے  
 یعنی فی اللہ سنت اور دینی برکت کی گراہی سے بچنا واجب ہے نہ احادیث میں و نہ بدیہاً فقہ  
 حدام الاسلام (جس سے بدعت والے کی تفرقہ کشی کی گراہی نے اسلام کو ڈھابا دیا ہے اسلام  
 کو منہدم کرنے والے جو بتائیں۔ اس لئے یہ عقین ایسا دو گویں کو حقیر یا تو قہر کریں۔  
 اسے فاسق اور اگر اذہان غیر ممکن تفتیش کے نہ کریں نہ مذکوبیت نہ جی جائے ہاں تفتیش پر ہی کی حکم  
 کی حفاظت لازم ہے۔

اسے یعنی اس کے مشابہ و نہ وہاں قواعد و شے سے قرآنی یا باطن اجزاء و خیال سے ہی دونوں کی  
 میں تفریق کر دلیلیں ہیں زیادہ تر راجح و مزوجہ کا اختلاف ہے اور سب کا حدیث سے ہی اختلاف  
 ہے وہ جہت پر اور اہل حق منصف ہو کر حدیث کے خلاف دین میں ہی باتیں ہیں یا اگر اپنی منصف قرار دیتا  
 ہے و دونوں میں بہت فرق ہے۔ مگر ماننا کی نزاکت کا تقاضا ہے کہ دونوں کی وجہ سے میل کر لیں  
 یہ ضرورت اختلاف کو ہر دین میں جیسے متفق شافعی میں ہے نہ ضرورت اختلاف کو نہیں اچھا لانا اور یہ بھی  
 اس وقت سے کہ ان کے اصل اقوال کو عقیدہ یا عمل میں واجب نہ قرار دیں اور اناول بھی واجب سمجھنے والا  
 کا نہ ہو کہ ان کی مشابہت اور سند و احادیث سے لازم آئے۔ اس وقت متفق شافعی اختلاف کے مانند ہوگا  
 کہ اپنا مذہب راجح و قوی و دوسرے کا کمزور ہے۔ اور ازاد و بدعت و انبیاء سنت قوی ہے۔ دونوں کی  
 بدعت نہ گراہی اور اسلام کو منہدم کرنے والی چیز ہے اس کی گراہی ثابت کرنا جہل و کفر کی  
 حفاظت کے لئے واجب ہوگا۔

ہائے حریم سے سب ضرورت نہ کہ دین محبت۔  
 شے ملاشتہ ہر ضرورت کے نزدیک اور بدعت مباح نہ ہو۔  
 شے بلے عقل کی باتیں اور گندے لفظ جو بازاریوں، استحقاق کر تیس ہر شے میں ہے کہ دین نفرت  
 اور فتنہ بات کرنے والا نہیں بنانا







بعض لوگ میرکائے کھاتے تھے ان کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور ای پر بعض حدیثوں کے نفلوں سے غلط  
دلیل سے آتے مگر یہ صحیح نہیں ثابت ہے، کہ عربی زبان میں بدعت لغت سے تو برائی چیز کو کہتے ہیں برائی چیز  
جو پہلے سے نہ ہو، زبان و لغت کے اعتبار سے بدعت ہے چہرہ کی تین قسمیں ہیں ایک وہ کہ اس سے دین کو فائدہ  
ہر فرض و واجب سنت کو قوت پہنچنے جیسے بڑی بڑی پکی مسجدیں بنانا، دوسرے خالقان ہیں تو یہ ثواب کا  
ذریعہ بننے سے ثواب ہو جاتی ہیں یعنی دین نہیں، تین کا ذریعہ بن کر یہ بدعت حسنہ ہیں مگر لغت کے معنی سے  
دوسری وہ کہ نہ دین کا ذریعہ نہ مخالف و متین تو وہ جائز بدعت ہے لغت کے اعتبار سے جیسے کوٹیاں بنانے  
دین کو ہر پہاڑ وغیرہ استعمال کی چیزیں نئی نئی تیسری وہ جو کسی مندرجہ ادراک کا ذریعہ ہو، بدعت سینہ ادراک و  
سبب جیسے ساری گاہ کی نئی نئی چیزیں تو یہ گاہ ہیں۔

یہ قسمیں قرطبہ اور بغلت کے اعتبار سے ہیں اور شریعت مطہرہ میں بدعت کی تعریف یہ ہے، جو حدیث شریفہ میں آئی ہو جسے کوئی اور بیان کیا ہے، اور شروع کتاب میں بھی درج ہے، یہ شرعی بدعت ہے اس کی دو تین قسمیں ہیں، یہ ایک ہی قسم بدعت سیئہ ہی ہے، صحت قرآن گنا، شراب جوئے، بیکاری سے بھی گنا، و حضورؐ بدعت کو گمراہی اور ہر گمراہی کو دوزخ میں فرمایا ہے، اور حسنہ و شرعی مہنوم سے فرماتے ہیں جیسے خنام اور الفاظ کے بھی شرعی مہنوم ہیں اس لئے مذہبی احتیاط کی ضرورت ہے،

۱۔ دین بھی میت خطرناک چیز کیونکہ جو بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لافی ہوئی نہیں وہ دین نہیں ہو سکتی اور جس کو اللہ رسول نے فرض واجب قرار نہیں دیا، وہ فرض واجب نہیں ہو سکتی۔ ان بلے اصلی باتوں کو دین کہنا دو طرح ہو سکتا ہے یا یہ قرار دینا کہ یہ اللہ و رسول کی فراموشی ہوئی ہیں۔ تو یہ خدا و رسول پر بہتان ہے۔

اور قرآن مجید میں ایسے بہتان و افادہ کو انتہائی ظالم قرار دیا گیا ہے۔ بالکل کافرا یا ہر تو یہی قرار دئے ہوئے ہیں۔  
 مجھے اس کو دہن اور کار ثواب قرار دیتے ہیں تو یہ صاف یہ بات ہو گئی کہ اللہ رسول کے حکم کو کائناتی و ناقص قرار دیا گیا  
 اور، جسے وہن و احکام میں اصلاح یا ترمیم کی گئی، جو بالکل کو بغیر اپنی اصلاح و درمہم کے غلط یا مضرا یا فربضہ  
 تسلیم اور اپنی بات کو خدا کی بات کہہ کر خود کو مقابلہ لاکھ کھڑا، ذرا غلط کہیئے یہ سب اللہ رسول کا سخت ترین توہم یا

## دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا

اس میں بھی وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولد میں مذکور ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نفس الیقین ثواب بار و اح اموات میں کسی کو کلام نہیں ۱۰ اس میں بھی تخصیص

لے یعنی اہل السنۃ والجماعہ میں کسی کو نفس ثواب پہنچانے کے درست ہونے میں تو کوئی اختلاف نہیں ہاں شافعی حضرات مالک عبادت کے ثواب کے قائل ہیں بدنی کے نہیں اور بعض اہل حدیث اور معتزلہ بالکل ہی منکر ہیں مگر تمام احناف کے نزدیک نفس نماز روزہ بیک نماز و ذکر اور صدقہ و خیرات قربانی کا ثواب ابدی مردہ صبر کر پڑنا جائز ہے جس کی دو صورتیں فقہ حنفی میں بتائی ہیں کہ کسی خاص یا عام کو ثواب سننے کی طرف نیت سے ہی وہ کام کر لیں، چنانچہ نیت پہلے ہوگی یا ہام کہ کہہ کہیں کہ یہ کام فلاں کے لئے ہے یہی حدیث قرآن سے راجح و قوی ہو کر ثابت ہے، مگر ناسخ کی یہ رواجی صورت کہ کھانا سانسے رکھ کر اس پر آیات قرآنی پڑھ کر ہی و ماکرنا خصوصیت سے کہیں مفقول نہیں ہے۔ نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ صحابہ کے نہ تابعین کے زمانہ میں نہ اولیائے کرام کے ہاں الگ الگ سبب ہیں الگ الگ جائز ہیں۔

★ (نوٹ ص ۳۳ سے ۳۷ تک)

اسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے کسی بہن کی توقیر کی اس نے اسلام کو ہندم کر دیا اور ایسی باتوں کو مردود فرمایا، لہذا یہ اور سبب گناہوں سے بڑھ کر گناہ ہے کہ اس میں خدا و رسول کی قرین و تقرب لازم آجاتی ہے اللہ فضلہ ہم سب کو صیغہ اسلام کی قرینیت بخشیں اور ہمیشہ کہ اس پر قائم رکھیں آمین! لے ان سبب باتوں کو یاد کرو انشاء اللہ کہ ان سبب سے فلاح حاصل کرو گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کی بے شمار صورتیں یہ ہے کہ تبلیغ احکام کے لئے دعوت دی جائے جو فریضہ کفایہ کام کی دعوت ہے اور حضور کے احکام اور شادات افعال احوال و اخلاق و منکلمات و دیامات معجزات وغیرہ جو حضور کے اختیار و سکے کام میں حضور سے صادر ہونے والے ہیں اور حضور کو حقیقی ذکر میں اصل بنا کر کہنے جائیں اور درمیان میں غیر اختیاری باتوں کا جو حضور سے صادر ہوئے ہیں مستحق حضور سے تعلق رکھتے ہیں حسن و جمال تدوین مدت ولادت مرض و صحت اور وفات کے حالات کہ مجازی نہ کر ہیں وہ ذکر ہوں اور بالکل صحیح احادیث سے بیان ہوں کسی ناجائز یا مکروہ بات سے آلودہ نہ کر کے ذکر مبارک کی قرینیت نہ پڑنے شائے واسطے کافرہ کی طرح دے



نال سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی مثلاً کھانا بچا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصالِ ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہرچیز دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب ولسان کے لئے عمام کو زبان سے کہیں بھی متحسین اسی طرح یہاں اگر زبان سے کہہ لیا جاوے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب نکال شخص کو پہنچ جاوے تو بہتر ہے۔ پھر

سلف غور کرنے سے یقینی یہ قضا ہو رہے کہ جو عورت ہمارے ملک و قوم میں رواج پارہی ہے وہ بخل و حرص کو فروغ دیتے ہیں بہتر زمانوں میں خوراک کا لینا لینا زمانہ ان میں اس شکل کا جوت نہیں اب یہ شکل مسافروں کے لیے تیز کر لی ہے مگر کرنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ قدم بزرگزمین سلف یا نقل نماز و روزہ و حج صدقہ خیرات و تاد و رو و ذکر کوئی ثواب کا کام۔  
سلف ہمد کے لوگوں میں اس سے متشرک کے ہمد کے فقہاء میں کیونکہ نفع نہ لیا کیا نہ جتایا، بلکہ عام مسلمان ہمد کے مراد میں جو حدیث پسند ہوتے۔

سلف نمازیں و سوسوں کا ہم مرتبہ قبول اور زبان میں مداقت یہ اگر نہ کرے کہ کو دوسرے کے مجرم میں دل و آوازوں میں چڑھنے۔ غلطی اچھا خدا اور ہا ہے۔

سلف گریہاں و سوسوں کا ہم نہ ہر ایک کو ہر صوفی خدا کی کام نہیں کہ شعیان اس کے پیچھے رہے ایک عزیز کا کام ہے چنانچہ مجسمہ ہر ایک ہے کہ اس و سوسوں کا ہم نہ ہوتا۔ اور نماز و خدا و فریق ہے اس میں نیت کرنا فرض ہے اس کے وقت ہونے کا خدمت نہایت سخت چیز ہے۔ اور یہاں تو یہ کام ہی اس کے لئے کیا ہے۔ دوسرے کو خیال بھی نہیں۔ مگر بھی کوئی حرج کی بات نہیں کہ زبان سے کہیں۔ اس میں کوئی ضروری و صاحب مانگا ہوا جیسے نماز کے لئے بھی ضروری بیانگ ہے۔

گو رزق خدائی حسن ہے ہر شعیان پیچھے رہتا ہے۔ یہاں تو اگر و سوسوں کے لئے کہ تو ادا و دیار کو ثواب دینے کا مانگا اس میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ فقہانے کتب ہے کہ مائے مسلمان کی نیت کی بہتر ہوگا راج رہے کہ سب کو ادا کرنے والے کو ہر بار ثواب ملتا ہے تو کیوں ملنے کے لیا۔

سلف گریہ و دعا و نیتاں۔ یہ کہ بھی ایسا لہ ثواب کے لئے کافی ہے کہ یہ نال کے لئے بھی صفی علی علیہ وسلم ہے ایک قرآن کے لئے کیا تھا خدا نے لایع محمد دیر تمام آخرت ہر کے لئے ہے یہ حدیث ایصالِ ثواب سب کو ہر ملنے کی جگہ کا دلیل ہے۔ کیونکہ اگر تیرے نذر و مرد و ادا نہ دیا ہوتے تو سب سے بڑا ایک کلمہ بھی مٹا نہیں۔ اگر لازم نہ ہوتے تو جو عمن نہ ہر کا واجب کے اعمال میں قشر و دست کا گناہ ہوگا

کسی کو خیال ہر اگر اس لفظ کا مثلاً لکھ اگر رو برو ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا رو برو لائے گئے کسی کو یہ خیال ہو کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت کی بھی امید ہے۔ اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمیع بین العبادین ہے۔ ع شہر خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ و کار قرآن مجید کی بعض سورتیں بھی مختلفوں میں مخترا اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھیں یا نہ لگیں کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لئے دفع بے حدیث سنت ہے یا قضا بھی اٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کہ کھانا کسی سبکب کو دیا جاوے گا اسکے ساتھ قضا یا دینا بھی متحسین ہے پانی پلانا بھی بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا پس بہ نسبت

سلف جس کی طرف اشارہ ہو کہ اس کا ثواب۔

سلف دل کا حاکم نہ مگر بعض کا ایم ہے جن کو وہ رو برو نہیں لکھتے تفاوت ذکر و روز نماز و روز کر سنا ہے کہ پانی نہیں جس کی طرف نفس چڑھ کر کی طرف اشارہ کرنے والے لفظ سے اشارہ ہو کر اور خدا آیتا ہے کہ سب لہرہ اشارہ ہو گیا ہے۔ مگر کہ بھی انہیں ہو سکتا ہے کہ اس کو فخر واجب نہ بنایا جائے۔ ان پر گت خیر فروری سکتی ہے کہ بعض بد شاعتان سلف کو بھی انسان کی طرح غفلت گئے کام میں ہیں اس لئے سامنے دیکھ کر اشارہ ہو گا۔ یا کہیں سامنے ہی کھانے کا ایصالِ ثواب نہ ہوتا ہے مگر ایسا خیال مسلمان سے بے حدیث و کار ذکر کی طرف دل حاکم نہ فروری نہیں مگر منع بھی نہیں!

سلف کوئی نسی و دعاؤں میں سے نہیں مگر ضرور ایسے وقت میں دعا کی تو اس کے آداب میں آیتا ہے نہ بڑا پینا پڑھیں و نہ مگر ہر کام پڑھنا بھی حدیث و قرآن میں ہیں کہیں یہ رو برو نہیں مگر انا تو قاضی نہیں کہا جاسکتا، جبکہ لازم رہتا ہے۔

سلف وہ دعاؤں کو کہتا ہے کہ ثواب و خیرات، ایک ہر ایک مالی جبکہ کچھ کو خودی یا جہ کا ثواب نہ ہو کہ کچھ کہ ایک قرآن یا جہیوں اتنا حاجی ہو جو جہ نہیں کھاتا اچھا ہو کہ ایک ہی اشارہ کے کام نکل جائیں سلف اگر چہ مرد عادی نہیں مگر وہ مرد و مشرق کا سون یا نا نہ لکھتے ہاشر کے وقت کی دعاؤں میں کہیں جہا نہ نہ نہ کہ اگر کوئی ناز میں ہو کہ جہ نہیں نہیں ایسے میں عین دل میں ہو، وغیرہ کا ساتھ ہونا جبکہ واجب نہ ہوا لیکن بدعت نہیں دیکھا ماحول نہ بڑا گناہ بھی نہیں کھاتا ایسے شخص جو راج میں حاصل ہو سکتا نہ کوئی شری چیز ہے نہ خیرات و نسی سے ہے عمل لوگوں کی تجویز ہے جبکہ واجب نہ فروری بدعت نہیں۔

کذا ۱۲ حاصل ہوگی۔

وہا تعین تالیخ۔ یہ بات بتکر سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور دہر ہو جاتا ہے۔ اور نہیں تو سابقہ سال گذر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔ اسی قسم کی مصلحتیں

۱۲ وقت و تاریخ مقرر کرنے کی تالیخ میں دو باتیں کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ پہلے قریب قریب ہر ماہ وقت کی تاریخ یا پھر ہر ایک گھنٹہ منٹ سے مراد دیکھنا کہ اوقات تیسری صورت یا کسی گزیر ضروری واجب ہاتھ کیے تجربہ کے برتنیہات پر تھے غرض وہ واجب عقیدتی یا عی کا کوئی ہرگز نہیں ہے کوئی واجب کو واجب بنانا ہے تو کسی سے پہلے کوئی ہی مراد اصل واجب کا ہرگز کتبہ و سند ہرگز کاگ و ہر۔

۱۳ گویہ دلیل اس کا ہے کہ اس کو ہم کو یاد کرنا ہے نہ میت کا خیال نہ رہا ہے نہ الیاد ثواب خود یا کسی کی ضرورت نہ کہنے کے لائق ایک رسم پر لگنے ہے ایک جیش مٹا ہے۔ اس وجہ سے کرنا اور ضرورت کی تالیخ یا پھر ہر ایک گھنٹہ منٹ سے مراد دیکھنا کہ اوقات تیسری صورت یا کسی گزیر ضروری واجب ہاتھ کیے تجربہ کے برتنیہات پر تھے غرض وہ واجب عقیدتی یا عی کا کوئی ہرگز نہیں ہے کوئی واجب کو واجب بنانا ہے تو کسی سے پہلے کوئی ہی مراد اصل واجب کا ہرگز کتبہ و سند ہرگز کاگ و ہر۔

۱۴ گویہ دلیل اس کا ہے کہ اس کو ہم کو یاد کرنا ہے نہ میت کا خیال نہ رہا ہے نہ الیاد ثواب خود یا کسی کی ضرورت نہ کہنے کے لائق ایک رسم پر لگنے ہے ایک جیش مٹا ہے۔ اس وجہ سے کرنا اور ضرورت کی تالیخ یا پھر ہر ایک گھنٹہ منٹ سے مراد دیکھنا کہ اوقات تیسری صورت یا کسی گزیر ضروری واجب ہاتھ کیے تجربہ کے برتنیہات پر تھے غرض وہ واجب عقیدتی یا عی کا کوئی ہرگز نہیں ہے کوئی واجب کو واجب بنانا ہے تو کسی سے پہلے کوئی ہی مراد اصل واجب کا ہرگز کتبہ و سند ہرگز کاگ و ہر۔

ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے۔ بعض بطور نمونہ لکھو ۱۲ سابقہ بیان کیا گیا۔ نہایت کوئی غور کر کے سمجھ سکتے ہیں اور تالیخ نظر مصالح مذکور کے ان میں ایش اشرار بھی ہیں۔ اگر میت ہی مصالح بنائے تفصیل ہوں تو کچھ متناقض نہیں رہا عوام کا عقلا اس کی اصلاح کرنا چاہیے۔ اس عمل سے کیوں منع کیا جائے نہ نیا ان کا عقلا اہل غم

۱۵ کہ ان میں سے پہلے ہیں۔ مگر کوئی دینی مصلحت نہیں۔ اور کوئی فرض و واجب ہے اگر اس کو عقیدہ یا عمل میں واجب قرار دیا کریں گے تو ہم غلط نہیں کہہ سکتے۔ گویا ان کا ماحول واجب ہو جیسا کہ وہ کوئی نہ دے گا۔ ہر گز نہ دے گا۔ چونکہ فرض نہ واجب نہ سنت نہ مکرمہ جیسا کہ واجب قرار دیں گے منع کرنا واجب ہوگا ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹

کے فعل میں موثر نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اعمالنا و لکم اعمالکم۔

روایتیہ تشبیہ کا اس میں بحث اور دلیل یہ ہے مختصر آنا سمجھ لینا کافی ہے  
تشبیہ التمس ولفن ایک رشتہ ہے جبکہ وہ عادت اس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہو  
چرچہ شخص وہ فعل کرے اسی قوم سے سمجھا جاوے یا اس پر بھرت ہو، اور  
جب دوسری قوموں میں پھیل کر عام ہو جائے تو وہ تشبیہ جانا رہتا ہے  
مگر اکثر اور متعلق عادت و لفظان جو عربی قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں اس

۱۰۔ بہار سے لئے پارے گل جی تہا سے لئے تہا سے گل

۱۔ کارلوں سے مشابہت کا کہہ کر بدنام کئے گئے ایسا ہی کرتے ہیں کہ بائی بکسز اسلکی جھٹے اور پتھریں  
۲۔ بہت لمبی ہے۔ کراشاہیت ہر چیز میں نہیں ہوتی۔ بد مذہب کے اور اس آسمان کے نیچے دائرہ بائی  
وایے ہر نہ رولن موٹریں سوار ہوتے ہیں مشابہت نہیں ہو کر پتی، بلکہ مختار یعنی نہ مٹی نہ خصوصیت  
میں ہوتے ہیں اور یہ خصوصیت دہشم کی ہیں۔ ایک ان کی دینی خصوصیت جیسے ہندوؤں کا زانا تو اس  
کی مشابہت نہیں کرنا تو کفر بڑا ہے کہ اس چھان کے مذہب کی تسلیم اور اسلام کی تو نہیں ہوتی ہے  
جن کا کہہ کر مناسب جانتے ہیں۔ دوسری قسم قومی شعائر جیسے ہندوؤں کی بھگادی ٹوپی و قفل  
کیب، انڈینوں کا مہیت تو اس کو استھان کو کفر تو نہیں ہے مگر وہ ہے کہ اس سے اس کے اپنے  
دین کی تسلیم اور اسلام کی توہین نہیں ہوتی تو مگر کہ تقسیم اور اسلام کی توہین ہوتی ہے۔ مگر ہر  
خصوصیت اس وقت تک ہی خصوصیت ہے۔ جب تک اس قوم کے ساتھ خاص رہے،  
جب وہ عام وجہ سے کہ دوسری قوموں اور ہر قوم کے لئے ایک خاص ہے تو یہ خصوصیت  
بائی وہی نہ کفر و فسق۔ مگر چونکہ اس سے نقل کی ہوئی ہے۔ پس لکھنے کے نہ کچھ کہ گاہت غرور  
ہے گ۔ جسے آج کل کئی پستلوں پرٹ جو ماضی ہے۔

لے لیں، جنہیں شخص دیکھے تو یہ سمجھے کہ شاید اپنی ہی طرحے حبیب کہ وہ جانتا ہو کہ یہ ان کا مذہبی یا قومی شاعر ہے۔ اور اگر یہ نہ سمجھے تو اس کو حمیرت تو ہو کہ مسلمان بنایا کیوں کر رہا ہے۔

ہے مسلمانوں میں بہت سی عادتیں کافروں سے آگئی ہیں، کھانے پیتے رہنے  
سننے کے طور طریق آگئے۔

۴۷ نفس کو مارنے کے بعض طریقے :

کمزورت سے چھین گئے کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں۔ یہ اموں  
مذہبوں میں ہو سکتے۔ قصہ نظمیر اہل قبا کا اس میں کافی حجت ہے۔

اے کچھ نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ قہری قزوں میں جی پی پی ہو سکتے ہیں۔ جیسے ہزار کس کو سونے کا تین فیوٹر مگر جو ہم نہیں ہو سکتے وہ لوگ ہجرت نہیں گئے۔ گریٹر بلوچ پٹیہ جی پی پی اسلامی نہ رہیں گے۔ انہی کی نقل سے ہیں کچھ کھڑی خانی قاتل نہ ہو رہے گی۔ مگر کچھ قابل مردداشت۔

۱۳۔ قصہ کے مسبقہ والوں کے درمیان آیت مآزل ہوئی۔ فیہ رشتہ لے بیچوں ان بدطہارہ دادا اللہ بحسب المظاہرین ذکر اس میں ایسے لوگ جو بپاکی کو نہ کوشش کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ عیب پاکی کو نہ والوں کو کوشش کرتے تھے، حضورؐ وہاں تشریف لے گئے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری خوب پاکی کی توفیق کرتے ہیں، انہم کیا کہتے تھے۔ عرصہ کا بدوس بہرہوی پانچا سے لڑکھائی سے پاکی کرتے تھے، ہم بھی دیکھ گئے۔ بارہنہ اللہ ادا کوئی نہ معلوم نہیں فرما یا، بہرہوی سے ہم قبیلے بن گیا کرو تو یہ دروں کی بات عام ہوئے، سب سے حضورؐ قبول فرما لی تھی، ابکہ اللہ تعالیٰ نے تشریف فرما میں حق کو معلوم ہوا، عام برہنہ سے تشریح صحت کا نہیں ہوتا۔

انگوہ میں کہ جس قدر ہیبت نہ ہو یہی جتنی نہ توئی ان صاحبوں نے ان کے اندیشہ میں تھی۔ وہ نہ ادا ہو اور نہ ان کی حدیثوں سے خود حضور کا یہ معمول معلوم ہو رہا ہے اور دوسرے صحابہ کا یہی مفاد ان کی حدیث میں مرآب ان کا بخاک کر "ہم نے قراءت میں کچھ اور سنا ہے تیرہ ایک کی بات جب کہ سلام میں سنو مخ نہ ہو باقی کرتی ہے۔ حضور نے باقی رکھنے کی ہدایت دیدی کہ اسلام میں جو بھی سنو، گو یا تم نے اس کے وقت اس عملی نہیں کر سکتے تھے۔ اہل قسطنطنیہ باندھی سے کہا تو قریع ہوئی۔

خیراتِ اقدسہم سہا کام عاتِ شہہ نہیں ہوئی۔ تو اگر یہ صورت ہی عام ہو تو شہہ نہ ہوگی۔  
 عقبتا ہے جن اس کو بیان کیا ہے کامِ شہہ نہیں ہوگی۔ نہ کہ خصوصیتِ خدسی۔ مگر بیانِ لہ نہ تہم شہہ  
 سے لیا ہے۔ نہ نہاں میں ہی عام نسب کامِ شہہ ہوگا کہ نہ کہ نہ ہوگا۔ یہ کامِ ان  
 کا نہ ہی کام تھا۔ عام ہونے سے شہہ سے نقل گیا۔ مگر اکس کا فراموشی کام کی نقل جو نہ  
 سے عکسہ تو نہ ہے گا اور اگر مسلمان کی طرح اس کو طہارت سے قرب کا ذریعہ نہیں گئے۔  
 تو پھر مشکِ جہان کا مہر ہے اور نہ کہ ایسی ہی مبتلا ہوں گے اس سے سختی سے دونوں ان کے  
 دین کو کیا ہے





## تیسرا مسئلہ عرس و سماع کا

لفظ عرس ماخوذ اس حدیث سے ہے تم کنتم متواضعون یعنی تہہ صانع سے کہا جاتا ہے کہ عرس کی طرح آپ کا کم کیونکہ مومن متواضعان الہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے اس سے بڑھ کر کوئی عروسی ہوگی۔ چونکہ ایصالِ ثواب بروز اموال متعلق ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیض و برکات حاصل ہوئے ہیں ان کا زیادہ عرس ہی ہے۔ ادھر

لفظ دہن، یہ نثری کی حدیث کا جزو ہے۔ ہر مومن فیکر کر دار کے لئے اوشانیہ کی کسی کی ضرورت نہیں مگر بزرگ کو آئی بزرگ پر احسان داخل ہیں تو وہ عرس میں دہن اور موت شادی میں عرس ہوتی۔ لیکن ہے ہدیس و روئے کے جسے کٹا دی جاتی ہے جو بچہ یا نندہ لادوقیہ میلہ جیسا دیکھ کر جس (دشمنی) کچلے گئے ہوں

لفظ دہن ہنسا یعنی مٹا دی۔

لفظ اچھا کام ہے کہ غرض و اوجہ ملت صاحب نہیں مگر اچھے کرنے کے بعد حاصل کا سلسلہ ہر جا ہے کہ جہنم کھڑے

لفظ بیکران کا بھی احسان ہے اور احسان کا بدلہ احسان متبادل و نقل ہے ہونا اچھا کام ہے۔ اگر کسی

بہاؤ دینا دین دین دین باب کا ہے اگر وہ صوفی کی جگہ کا فرمانا دیتے جیسے کافر کو کہ اپنے بھوک کر

ہا دیتے ہیں تو کیا ہونا احسان کی جگہ ٹھیک دولت انہوں کی بدولت ہی ہے اور سب حالات اور فائزے

و جود میں آئے سے ہر گز اور جود و پیداوار انہیں کے فیض سے ہے کہ دین و دنیا کی سب چیزیں انہیں

کی دوسرے میں مکان جائز اورین حاکم ذات عقلی سمجھیں سب ان کے ذریعہ ہے۔ ان کا بھی احسان

زبردست ہے مگر بزرگ دین کا بھی احسان بہت ہے۔ اور گوہ زیادہ ضرورت نہیں عزیز اور دوسرے کی جگہ

صندوق کو زیادہ حاجت ہے مگر احسان اور دین احسان بھی بڑی چیز ہے۔ آں کہ کبھی ہونا چاہئے

لیکن ایک بات یہ بھی ہے کہ بزرگی کو ایصالِ ثواب بہانہ کبھی عرف اسی نسبت سے ہو کہ ہم پہلے کے جانتے

لینے پر بھی بڑوں سے ملنا موجب ازواجیت و ازواج برکات ہے اور بزرگوں کا یہ فائدہ ہے کہ بزرگی تلافی میں مشقت نہیں ہوتی۔ بہت سے مشائخ و روحانی افراد ہجرتتے ہیں ان میں جس سے عقیدت ہو اس کی غلامی اختیار کر لے اسلئے مقصود ایجا وہم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلے کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں یا سب ملاقاتیں ہی ہو جائیں اور صاحبِ قبر کی روح کو قرآنِ طہا کا قراپ بھی پہنچایا جاسے یہ مصلحت ہے تب یہ صحیح

لفظ استعانت بمعہ و برکت کی یاد دہانی کا ہے۔ اور جو کہ بعض اوقات کے متعلق کی دہ سے ہے اسلئے یہ صاحبِ انشاء ہوگا جس کی عمر میں میں غلبت آتی ہے۔ اور گوہ محبت دورہ کر بھی ہوتی ہے اور دوسرے وقتوں میں ملے سے بھی زیادہ ہوتی اور بار بار ملے سے اور زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ مگر اس ایک دم سب سے ملنے میں بھی کوئی کھار توفیق کے زیادہ کرنے کی ہوتی ہے۔

لفظ ہرکات سے حاصل کرنے میں جلا اور دھرم ہر کات سے کو شریعت سے غلط کے طریقے سے ہر کات سے

بہی یہ تمام بڑا اس کی جگہ کی ہے۔ اگر تاش و استراش سے قند ہے۔ یہاں بھی تاش سے لے کر جو کہ ہر کات سے

ملے وہیں ہر کات سے ملے یا ہر کات سے کہ توفیق و جلا و استراش سے قند ہے۔ یہاں بھی تاش سے لے کر جو کہ ہر کات سے

عادوں سے کہ ان کی یاد دہانی سے مزین اور نام حالات احسان و اخلاق کی ہر کات سے قند ہے۔ یہاں بھی تاش سے لے کر جو کہ ہر کات سے

عادات میں ہر کات سے سکون و عادتوں میں دینے سے ہوگی۔ اگر بہت سے اپنے ہی سلسلے کے سب بزرگوں کا حاصل

ہر کات سے ہوگی ہے اور ادب عرف ایک کات سے کہنا یا تو ہے اس میں ایک دم عادات سب سے ہر کات سے

اور اگر زیادہ ہوگا کہ اصلاح نفس و درستی اخلاق و اعمال کا ایک معاہدہ ہے اور عادتوں کا توفیق و جلا

و فیوض سے ہر کات سے گوہ و درود و توفیق و جلا و استراش سے قند ہے۔ یہاں بھی تاش سے لے کر جو کہ ہر کات سے

ہے ہر کات سے ہر کات سے ہر کات سے سب متعلق ہوگا۔ اور عادتوں کا توفیق و جلا و استراش سے قند ہے۔ یہاں بھی تاش سے لے کر جو کہ ہر کات سے

لفظ عرف آتماخا کہ اگر آتماخا یہ کہا جائے تو انہی عرف اسی ذریعہ سے

لفظ گوہ و دروازہ کے ایصالِ ثواب کرنے میں اور عادتوں کا توفیق و جلا و استراش سے قند ہے۔ یہاں بھی تاش سے لے کر جو کہ ہر کات سے

کے مواقع ہر کات سے ہر کات سے اور عادتوں کا توفیق و جلا و استراش سے قند ہے۔ یہاں بھی تاش سے لے کر جو کہ ہر کات سے

آتماخا وہ بھی نہیں جب تک اس کو زیادہ ثواب یا دوسری صورت میں ثواب کا یا کسی نہ مولا نہ قرار دینا اور

قرات و دعاء کے توفیق و ثواب اس کے بزرگی یا جلا و استراش سے قند ہے۔ یہاں بھی تاش سے لے کر جو کہ ہر کات سے

لفظ عرف اس سبھت کیلئے یعنی غلبت ہوتی ہے اس کو غلبت دہانت یا دہانت ہوتی ہے اسلئے اور یہاں تک

و جب کہ عرف بنائے گئے ہیں گناہ یا گناہ کو یہ غلبت کو دہانت ہوتی ہے اسلئے اور یہاں تک

یوم میں۔ رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا۔ اس میں اسرار مخفیہ ہیں۔ ان کا انہما  
 ضرور نہیں ہے کہ بعض طریقوں میں سماعت کی عادت ہے اس لئے تجلید حال از یاد  
 شوق کے لئے کچھ سماعت بھی ہونے لگا۔ پس اصل عرس کی استعداد ہے۔ اور اس میں

۱۔ چھ ماہ جو کسی صاحب کشف پر ظاہر ہوتے ہیں اس کے لئے جس دن کا نیکین کہ اس کشف کے سال  
 میں گناہاں ہے۔ مذکور نہ کرنا ہے۔ نہ کشف۔ نہ روئے کشف۔ نہ زچہ کے دین پرست ہے۔ دیکھی کے لئے  
 بھی شری دلیل ہے کہین دن صاحب کشف کشف کے وقت کشف حق فرود نہ آئے گا۔ اولیٰ ہرے کہ نہ جین ہوا  
 واجب نہ آئے کہ جین ہوا واجب نہ کشف وجوب کے دلیل نہ دوسرے کے لئے کسی درجہ میں مستقر قراب  
 اس کو عادتہ بدعتی سمجھ لینا بھی بدعت اور اولیٰ ہوا۔ اولیٰ میں کشف بھی بدعت کی شرکت ان کی مشابہت اور حوا  
 کی مشابہت۔ نہ اس میں کہ نزل کے جسے زمین یا ہوا کی مشابہت ہوگی جہاں کو قویٰ شناسے  
 جیسے میلاد و ہمزادلات میں قشہ ہے اس لئے بھی گناہ ہوگا جہاں واجب کا ماحول نہ ہو کبھی کبھی  
 کبھی کسی سے کہ گناہ کے ذمہ نہ ہو نفوس۔

۲۔ یعنی مشفقہ اشہاد دیکھنا سنا۔ ہر ایک نفسانی حشری درخوش اور ذوق و شوق پیدا کرنا ہے  
 یعنی دفتر سماعت عبادہ سے نہیں لینا دل کا گفتن ایسا ہے پیرا ہوا جہاں ہے کہ اس وقت زمین آبی  
 خود کشی کر گزرتے ہیں۔ اور زمین کی جان نکل جاتی ہے۔ جان کی مانند کھستے ذرا دور کے لئے چند  
 شروں کے ساتھ اس نفس کی لذت کی طرف دانی کیا جاتا ہے۔ انکس کی جان بچ جائے کہ جو کجوب کوئی دوا  
 دے تو حرام داکہ بھی شریعت نے گناہ نہ دے وہ اس وقت ایسا سمندر ہوتے ہیں جیسے  
 سمندر قرین عسکر اور ادا کئے گئے۔ ایسا بھی میری مشرور کے قوت کی اعلاؤں ہر گز طاقتور کی  
 ۳۔ جسے جانی کو مٹانے اور شوق کو زیادہ کرنے کے لئے کوئی گناہیں و درجہ قدیم حال، ذرا در شوق  
 از مرنہ ہو کر زیادہ ہو سکے۔ بہت سی کہ اصل وجہ تیرہ یعنی۔ اب لکھی میں نقل ہوتے ہیں۔

۴۔ جسے یہ نہیں دیکھن اور گناہ کی مشرت کے وقت نہ ہونے دے۔ اس کو عام کہ احوال نہیں کیڑا کر۔  
 قرآن و حدیث اور احادیث و دفع سے ہر گز حرام اور اس کا سنا بھی حرام ہے اور حرام جان  
 جانے میں بچا کوئی بظور درست ہو سکتا ہے۔

۵۔ اگر اس قدر دیکھا جائے اور گناہ م از یاد نہ آجائے اور جین قراوت و طعام وغیرہ کو مشل  
 فرض واجب کے نہ دیکھا جائے۔ اور بواہم کے لئے اسے ان کو واجب نہ لینے والے نہ ہوں۔  
 نہ منہ نہ ہوگا۔ کبھی کبھی کوئی حاضر ہو کر ایصال قراب کر لیا کرے۔

کوئی طرح معلوم نہیں ہوتا۔ بعض علماء نے بعض حدیثوں سے بھی اس کا استنباط  
 کیا ہے۔ وہ گناہ شہ حدیث کے تحت واقعہ ہی عید کا ذرا اس کے بھی معنی  
 یہ ہیں کہ قبر پر میلہ لگانا اور خوشیاں کرنا اور زینت دار اور سنگی و دھوم و دھام کا اہتمام  
 یہ ممنوع ہے کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت اور تذکرہ آخرت کے ہے نہ رغبت  
 و زینت کے لئے۔ اور یہ معنی میں کہ کسی قبر پر جینا ہونا منہ سے ورنہ مدینہ طیبہ  
 قافلوں کا جانا واسطے زیارت و وفاء اقدس کے بھی منع ہوتا۔ وھذا بناط

۱۔ ظاہر ہے کہ کعبہ یاں کا خطہ جہاں دروہ کی دوا بالکل باق نہ کھینے تو ماہر کی ہنر سے حرام سے  
 بھی علاج درست ہو جائے جیسے کہ میں کہہ چکا ہوں کہ اسے مان جانے لگا۔ اور اسے شرب کے کوئی پیر حق ہیں  
 انار سے دانی نہ ہو کہ اس کو نہ کھانا جائز ہوگی گناہ کوئی اسے اس طرح بیان بھی ضرور کے ساتھ حق نشہ  
 کے دن اس قدر گناہ میں غلام درست تھا۔ جس سے وہ کھن دروہ ہو جائے اور پھر حرام جگہ بخیر و بد و احترام  
 ۲۔ جسے کعبہ کعبہ مشرین سے بھی شہر بھوک کے اغیار میں دروا رکھانے کی اجازت بعد رسد و حق سے  
 ۳۔ جسے ہی جان کے خطر ہو پھر گناہ پھر نہ احوال نہ وہ حال فرض جان کے خطر و جی اجازت سے اور خطہ  
 بھی ماہر کی نظر میں ہو۔

۴۔ جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ مسیری قبر کو عید نہ لینا۔  
 ۵۔ ہر وہ عرس ہمارے جس میں میت خوشیاں زینت و دھوم دھام ہو یا اور کوئی گناہ یا غیر واجب کو  
 واجب بنانا ہو۔

۶۔ جسے قبروں کی زیارت خواہ بزرگوں کی قبروں کی یا نام مسلمانوں کی کہ اس لئے وہ میں سب برابر ہیں۔  
 ۷۔ جسے کہ دنیاوی عمل کی جگہ سے پھر عمل دین میں جیسے یہ تردد والے ہو گئے۔ ہمیشہ دیکھیں کہ میں یہ زون  
 ہے جو کام آگے دین پھر عمل نہ ہو سکے گا جیسے اب عمل پر قدرت نہیں دے سکتے۔

۸۔ جسے اخوت کو خوب یاد کر کے دے۔

۹۔ جسے خدا اور اس کے احکام میں ایمان اور امانکے ارشادات سے غفلت اور بیوقوفی زینت جو مومن کا وظیفہ ہے  
 ۱۰۔ جسے اور یہ حال ہے خواہ جس قدر غافل رہے کہ جسے چاہا اور میری زیادتوں کی گناہیں اس لئے کہ میں  
 لہذا ہر طرح کا کچھ نہ کرنا میں۔ اولیٰ دین رو نہ اور ہر گز ماستر کے وقت سے بہت بہت طے کر پیشہ ہوں  
 کا لطف جائے جس سے نہ نہیں کیا اور یہ منہ ہے کہ جین ہوتا سال بھر ایک اور عید کی حرکت اور پھر جہاں جانا اور  
 یا میلہ سکرنا منہ ہے۔

بہن سق یہ ہے کہ زیارت مثلاً بر انفراداً و اجتماعاً و دون طرح جائز اور ایصال  
ثواب قرائت و تعلیم بھی جائز اور تعلیق تاریخ مصلحت بھی جائز سب مثل کمر  
بھی جائز رہا۔ رہا یہ شہ کہ وہاں میکا کو سب قرآن پڑھتے ہیں اور آیت  
بِأَشْفَعُ عَنِّي ذَا قُرْبَىٰ شَرِّح کی مخالفت ہوتی ہے، سو اولاً تو ماننے لکھا ہے کہ  
خارج نماز کے یہ امر احتیاج کے لئے ہے ترک مستحب پر انما شروع و فعل نامناسب  
ہے۔ ورنہ لوگوں کا مرکا تشریب میں پڑھنا بھی ممنوع ہوگا۔ دوسرے کہ یہ بھی متفق  
ہو کہ یہ وجوب عام ہے تو اصل عمل کے منع کرنے سے یہ بہتر کہ یہ امر تکمیل کرایا

لے۔ قرآن کی قرات اللہ اللہ یا علی ہر اگر ضروری نہ ہوتا۔

لے حاجی جیسے جنسوں تفریق کی برقی سے دینی غیر مگر غیر مذکور واجب کر کے دینا کا  
مستحب ہوگی نہایت مل جائے گی۔ اور یہاں کو واجب کئے، وہاں بہت مذہب جاز کو لگے ہے  
لے کیونکہ جائز جائز مل کر بھی جائز ہے۔ لیکن اگر ان کو جائز کی حد میں نہ لکھا،  
واجب قرار دے لیا، عقیدہ میں جملہ تیس پر دعوت ہوگا، باوجود جائز رکھا، مگر حلال واجب  
کرنے کا ہرگز تو گناہ، من جائز ہے۔

لے جب قرآن شریف پڑھا جاوے ہر تم اس پر کمان لگاؤ، اگر اذین موش رہے، کہ ہر ایک  
کو دوسرے کے لئے کا حکم ہے اندام راج فخر حنفی میں ہے کہ نماز میں بھی باپ بھی۔

لے مکتوب میں جس طرح قرآن شریف پا کرتے ہیں، آواز سے پڑھتے ہیں اور دوسرے  
خاموش ہو کر نہیں سنتے، وہ بھی ممنوع ہوگا، مگر ایسا زمین تو معلوم ہوا کہ نماز کے باہر کا  
یہ حکم نہیں ہوگا یہ سنت پر ہر ایک قرآن حنفی کی تعلیم کی فرض میں کچھ فرق نہ پڑے، اور یہاں  
پہلے کہ نہیں، دوسرے نابالغ بچوں پر اسکا م واجب نہیں ہوتا۔ اور بالکل کو بھی اولے  
فرض میں، گنہ گشت ہوگی، مگر پھر بھی حکم سب کو واجب کا تو نہ رہا، لگائے خست لای متدین  
احتیاط بہتر ہو۔

لے سب کو یہ دینا ہے کہ خود سے پڑھنے میں دوسروں کو خاموش رہنا واجب ہے۔  
اور اس میں خود سے پڑھ نہ سکیں گے، لہذا اب آیت آیت پڑھا کریں، اگر باوجود سبیلانے کہ  
نماز میں تو اس کے کما حق ہوئے گا، اولیٰ میں نہ کرنا ٹھیک نہیں۔

جاءے۔ یہی جواب ہے کہ میں قرآن میکا کو پڑھنے کا ایسا جس مجلس میں آؤں مگر  
میں رقعہ روج و تجوید وغیرہ ہوں اس میں شریک نہ ہونا چاہئے۔

رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث از بس طویل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے

لے جب کس دی کے پڑھنے کا ہے لیکن اگر اس کو قیود رسم نہیں ہیں اور اس میں دل سے کو دینا  
خارج نماز کا ہے یا کال کو ہا سے یہاں کوئی آئے گا تو خدا واسطے پھیل دے نہ انرا بے، نہ  
ایصال لایا۔ وقت مختہ نہ فرما تو ہو گیا اور پڑھنے پر اجازت انفرادی مطلق یا چھٹے یا کھانا دینا  
یہ تو کمن فروشی کا کام چیلے بیٹے واسطے۔ ورنہ کہ گناہ ہوگا، جس سے ایصال تو اب کے گناہ  
خلافہ، اور باوجود سمجھانے کے گو نہ نابین تو متحرک ہوگا، مگر کیونکہ ایصال تو اب فرض واجب سنت سنہ نہیں  
سنہ روین ہیزا اسکو کھانے کے لئے سنہ کرنا ہی دن کا بات ہے، اور تیسرے دن کہ یہی فردی نہیں تو حد واجب  
کے حوالہ میں کہیں گے قرعہ سنہ و سنہ حوالہ گناہ ہوگا، جنوں واسطے اپنی اپنی حالتوں و وجوہ سے جب

جہاں سے نہیں وہ میں ہے اور آیت آیت پر حدیں جہاں لوگ بھی ہوں لے حد سنہ شریعہ، جہاں  
لے روایت کو کوئی لوگ یا دوسرے چاہئے گئے ہیں، یا خلاف کا بھی پڑے کرنا نہیں ہے۔

لے جہاں کو کس کو حد ہوگا اگر بہت عبادت ہوگا تو کمزور کی ہے، بہت تعلیم ہوگا تو حرام ہے،  
شہ سنہ کھانے ہوگا، ہوگا، اگر خود بھی ان کو میں گئے لوگ نہ ہوں، نہ گئے تو ایسی مجلس شریک

جس میں گناہ ہو رہے ہوں گے، ایسا ہوگا، ہے اگر وہ ان غیر واجب کو واجب یا ایسا نہ ہوگی یہی ہوگا،  
لے بہت ہی بحث ہے، امام مخالف نے امام دینک امام تثنیٰ اور امام اجماع اور بہت سے

علامہ سے نقل کر کے کہا ہے کہ سب کا قول حرام منے کا ہے اور امام تثنیٰ سے یہی نقل کیا کہ یہ  
نہ پڑھا، لے ہر سال ان آدمیوں کو لگائی گئے تھانے، تاکہ قرآن میں دل نہ گئے وہی موط

و محیط نہیں کہ کجا، کجا حرام، اس کا سنا بھی حرام ہے نہ عبدالعزیز کا قول ہے کہ میں نے کھانے  
کو ہر گز نہ دیا تھا تثنیٰ ہے، بہت حد میں گئے ان کے ان کا مصلحت جدا گناواں خود قول اور

جہاں میں پر سنت ہے، مگر بعض نے چند شہر میں سے اور جہاں جاز بات سے کہنے پر جاز کیا ہے،  
بلکہ تثنیٰ کے وقت جہاں کے خطرات میں بھی جہاں جاز کا اختلاف ہے، جن کے نزدیک اس خطرات

سے کھانے کا اور بھی طریقہ ہو سکتا ہے تو وہ ناجائز کہتے ہیں، اور جن کے نزدیک اور کوئی طریقہ  
نہیں ہو سکتا، وہ حالت اضطرار میں نہ رکھانے کی طرح بقدر احتیاط جہاں جاز قرار دیتے ہیں

نہیں ہو سکتا، وہ حالت اضطرار میں نہ رکھانے کی طرح بقدر احتیاط جہاں جاز قرار دیتے ہیں



سواہل گزرتا وہاں لعلیہ ہی ہو اور غلیہ حال کا بھی احتمال موجود ایسی حالت میں کسی پر اعتراض کرنا از نہیں دشوار ہے۔

مشرّب فقیر اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی مدّرج مبارک کو ایضاً ثواب کرتا ہوں۔ اولیٰ مشرّف آن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوتی تو مولد پڑھا جاتا ہے۔ پھر ہاتھ رکھنا کھلا دیا جاتا ہے۔ اس سب کا ثواب بخش دیا جاتا ہے۔ اور دوا داند امور فقیر کی غایت نہیں، نہ کبھی

لے اور ایسے وقت پر پیش دیا جس باقی بدریے پر مشرّف دادرگ نہیں پرکتے۔ اور اگر پیش دیا جس باقی ہوں تو بے شک حرام کام ہے۔ اس لئے تحقیق کر لینا چاہئے۔

لے جسے پہلے ملنے سے آخر میں اسکا ہے۔ ہر کسی پر جو شخص کے اور کٹر کٹر میں ماحول کی کوتاہی کو واجب قرار دینے کا نہیں۔ نیت کے خلاف عدم مشابہت عدم سہارا بننے سے درست ہوتا ہے۔ اور ضروری کہنے کا تو مشرّب ہی نہیں۔ نہ تو باریک بینی ہوتا۔

لے باقی شخصیات وغیرہ ذات و مذاہب وغیرہ کے جسے پہلے گزرا۔ جرم و جرم میں اس کی بھی کوئی تیسین نہیں ملتا۔ ہر کوئی اور مذہب پر ہر ماحول میں گزرا۔ اور آئے والے نیک۔ ایک ہی ہوتے گزرا ہی ہوتے تھے جن کو کھلانے کا ثواب بھی ہوتا ہے۔ اور اہمیت کوئی نہیں کہ تارکین و فاقہ پر۔ بلکہ کچھ کیا جائے۔ اور سوتوں تیسوں کو بلایا جائے جن کو کھلانا نہ ثواب پر ایصال ثواب نہ کن ہر۔ قرآن خوانی اللہ ایک عبادت ہے ہر وقت پھر شرعی کر لیا اس کے بعد پھر کھانا عزمیوں کو کھلانا اللہ کبھی یہ کہی وہ نہ ذبح لازم نہ لگ لگ لازم۔ ایسے ہی اور لوگ بھی گھر پر کر لیا کریں، عرس کی خواہوں اور ایصال ثواب کی ہر عرس سب سے پختہ تاجیں۔

شہ نہ تارکین و فاقہ پر ہونے کا اہم لگے جیسا کہ لکھا گیا اور دوسرے دوسے کو ہانے کے بلاخصیریت کسی کھانے دینا اور مشرّف فاقہ وغیرہ کو لینے لہذا ان سبب پابندیوں کے جو لوگوں نے حضور صبرا! لینے سے نفقہ ہوتے لیکن گھر گھر ہیں۔ اور بیویوں کو کھلانا نہ کوئیوں کو حرام کہ گوان سب باقیوں کو عتیدہ و عمل میں واجب کے بشیر اور ایسی جگہ جہاں کا ماحول اس کے واجب قرار دینے کا نہیں مگر کوئیوں میں اگر ان شخصیات کو برت دیا جاتا تو کھانا نہ تھا۔ مگر نہ وہاں کہ کہیں دگ اس عمل سے اجازت پر دلیل نہ لیں ایسا نہیں کیا۔

سناٹے کا انتقامی جواز نہ خالی نہ بالآلات۔ مگر دل سے اہل حال پر کبھی اعتراض نہیں کیا۔ ہاں جو بعض دیکھا مگر وہ بھی خود ہوا، مگر تعین اس کی کہ فلاں شخص دیکھا کہ ہے۔

یہ بلا تحقیق مشرّع نہ درست ہے۔ اس میں بھی عملی در آمد فریقین کا یہی ہونا چاہئے، جو اذ پر مذکور ہوا کہ جو لوگ نہ کریں ان کو کمال اعتبار

لے کہ کہ وہ حرام تھا اور وہ مجہودی و اعطاف کی صورت میں میں شرطیں کے ہاتھ سالے اور ہائے ہائے کے نہ ہو سکتے کہ وقت کا تو بھی بن جاتا ہے۔ حق تعالیٰ کو مفضل و احسان ہے کہ وہ قبضہ یعنی دل کی گنج بھی چینی نہیں آئی اور اساتذہ خال اور آلات مزار کے ساتھ۔ ہوں جن حرام میں مزاج اور انداز اور حرام ہے اللہ کے سامنے اس سے مجہودی اور غیر مجہودی جرم میں پناہ لیا۔

لے اور نہ کرنا چاہئے کہ اس کے جن پر حال کا غلبہ ہو، ہوش و حواس سے باہر ہوں اور ایسے بزرگ کو ان، معتدل، اعلیٰ ہونا محسوس ہوا، ہر حال میں محسوس ہونا ہے اور حق کو گناہی درست نہیں ہوتا۔ لے لوگوں کو کھانے کے لئے اور بزرگ کو کھانے کے لئے کرنا یہ اس کا وجہ ہے۔ اگر خدا عز و جل لوگوں پر افراتے کے لئے بنا دے کہ جس کے ہوش و حواس درست ہیں اس کے لئے حرام ہی حرام ہے اس کی روک تھام سب پر واجب ہے۔ کہ وہ مذہب ایمان لوگوں کو بھی بنام رہا ہے۔

لے جن لوگوں کو ایسی نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ حاصل نہیں کہ اس کا سلب احوال ہونا معلوم کر سکیں۔ اور کوئی اور جو مشرّف رہیں اس کے ہوش و حواس درست ہونے کے نہ ہوں کے خلاف میں جانا ہونے کے نہ ہو کہ ان کو اس وقت میں جن میں سے کام لینا چاہئے۔ اس کا سوال کرنے پر اعتراض نہ ہو کہ جب ہوش و حواس میں بہت قیقن اور خطر سے خالی ہونا معتبر و لیل سے معلوم ہو جائے بنا دے اس کی ثابت ہو جائے تو پھر وہی واجب ہو جائے گا۔

لے پوری عرصہ ملت نوری کا توشیح کہ جس پر ترمذی اداء اللہ نے سنت تاکید کی اور وصیتیں کی ہیں حضرت عزت اعظم اور سب بزرگ نے اتباع ملت کا حکم اور عزم سے کیجئے کہ تاکید فرمائی ہے تو حضرت حاجی صاحب نے سفید القلوب دیکھا ہے کہ کلمات پند نصیحت، طاعتیں و اذکار اور تقسیم ساقی فرود پر تسلیم عقائد و فرقہ و فرائض و اتباع کتاب و سنت و آثار و اسامہ یا بعد اذان تک یہ تاکید و تہذیب نفس از روزی شایر یا لیل کہ گناہ ہے کہ ان فرود میں تسوی کو حاصل کر کے جس شخص کی نجات داند فرستے کے عقیدہ کے کہے اور تارکین و سوتوں اور منکوں کے اثرات کی پیروی کھانے کی پیش کو عمدہ عادتوں سے زینت اور جرمی عادتوں سے خالی کرنا چاہئے اور قد نامی کے عقائد ہیں اس حدیث سے میری امت میں بہتر فرستے ہوں گے۔ سب و دوزخ میں ایک جہت میں جاساتے گا (باقی ص ۵۶ منظر ہو)

سنت کا شاگنی سمجھیں جو کہیں ان کو اپنی محبت میں سے جاتیں اور ایک دوسرے پر انکار نہ کریں۔ جو عوام کے غلو ہوں، ان کا تلفت و نرمی سے اسناد کریں۔

## بہ حوثھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا

اس میں تحقیق یہ ہے کہ تدار سے مقاصد و اغراض مختلف ہوتے ہیں کبھی غرض انہماک شوق، کبھی تحسّر، کبھی مٹائی کو مٹانا، کبھی اس کو پیغام پہنچانا، سو مخلوق غائب کو پکارنا، اگر غرض واسطے تذکرہ اور شوق وصال اور صبرت فراق کے ہے۔ جیسے عاشق اپنے محبوب کا نام لیا کرتا ہے اور اپنے دل کو تسلی دیا کرتا ہے۔ اس میں تو کوئی گناہ نہیں۔ مجنون کا قصہ شہزی میں مذکور ہے۔

بید مجنون دایکے صحرا نوروز  
دو دیا بان عشق تشستہ فرد  
ریگت کا عذہ بود و انگشتان قلم  
می نمود سے ہر کس نامہ رقم  
گفت لے معیتوں شیدا جیت این  
می نویسی نامہ ہر کسیت این

لے یا خطاب کرنا ہی مقصود ہوتا ہے یا خطاب مقصود نہیں معن دل کی جملہ اس بیان سے شوق و صبرت یا رنج و صبرت ظاہر کرتا ہے۔ یہی معنی خدا دیا اور پکارنا ہے، مفقود کچھ نہیں بلکہ پکارنا بھی مقصود نہیں۔

لے شوق طاقات کو دینے ہی ہر کرنا زبان سے کہا بغیر کسی کو مخاطب بنائے۔ لے رنج اور صبرت تھوڑی کٹ کر ہر کرنا کسی کو خطاب کرنا نہیں۔ لے جس کو پکارا جائے اس کو شہنا مفقود ہے اس میں خطاب کرتا ہے۔ لے اپنے دل کا یا کسی کا پیغام دینا ہے۔ اس لئے اس کو مخاطب بنانا ہے۔

لے یاد کرنے

لے مجنون کو ایک جنگل میں گھومتے پھرنے والے نے دیکھا کہ اپنے غم کے میدان میں تنہا بیٹھا شہر دیت کا فذ تھا، اور انگلیاں حکم کسی کو خط کہہ رہا ہے۔

اچھا اسے مجنون عاشق یہ کیا جا رہا ہے، تم جرحہ کہہ رہے ہو کسی کو کہہ رہے ہو،

لے لیکن مغلوب احوال کو کچھ کے ہوش و حواس بے قابو ہوں سہذا بڑا بڑا فراق اور گناہوں سے بیکار ہو رہے ہیں بشرطیکہ مشیت لیت کے پابند ہوں، ان میں مشیت کے آثار ہوں نہ کہ ہمارے کو یہ سمجھیں لے کہ سنا نہ فرض نہ واجب نہ مستند نہ حرام بلکہ حرام و حرام کے اختلاف میں حرام سے کچھ نہیں ہی اختیار ہے اور واجب و لازم و قرار دینا محنت تو نہیں گناہ ہے ایسے ہی عرس کو اچھا و ثابت ہر جگہ۔ جو ہوسکتے ہیں زانفت کے جوت کے لئے جاتے ہیں، اگر ایسا وقت معزز کرنا کہ اس کے خلاف سے معن ملے ہوگا ہے۔ اور صبر کے یا صبر کے جوت ہوں کہ قرب کرنا نہیں زیادہ ہونا اور ہر بات ہوگا ہے اس کو کرنا ہمارے کے قریب کرنا نہیں گناہ اور صاحب مزار کی تکلیف کا سبب ہے۔ ان سے قریب حاصل کرنا شرک ہے۔ ان کو خود بخود دولت و اولاد دینے والا سمجھنا شرک ہے۔

-----  
لے خدا کرنا ان کا اختیار ہے۔ ثابت نہیں اس سے سوائے قدرت اور ارادے رہے و حیات و تلافی جہاں سب ناجائز بائیں ہیں، اگر اجازت بائیں ہیں تو اس وقت بھیجے گا۔ ہر گاہ اور آگے فسون کے لئے یہ سلسلہ جاری رہے کہ جہاں گناہ و گناہ ہوتا ہے گا۔ اور اس وقت میں دیکھ دیکھ کر جو لوگ کریں گے ان کا بھی گناہ ہوگا۔ اس لئے سب کو حق پرش سے کام لینا چاہئے۔ حضرت متنازیں کا راسخ السامع اس مسئلہ میں ثابت مثمر اور مفصل مضمون ہے۔ اصلاح المرمم میں بھی یہ دیکھا جا سکتا ہے۔

لے ہر مانہ و نرمی سے سلسلہ مذکور نہیں۔ اگر چہ یہی مذکور کریں تو دوسرے کو دینے اختیار کرنے کا حق نہیں ہوگا، مسلمانوں کی بے نیازی ایسی ہیں جسے چھو کر مسلم شریف کی مرثیہ میں حضرت کارند دے جوت میں سے خلاف شرع بات دیکھے اس کو طاقت سے بدل ڈالنے ایسا نہ کرے کہ تو زبان سے کہے یہ جہاں نہ کر سکے قول کر کے آجائے۔

[صفحہ ۵۷ سے آگے] صواب نے ہوا۔ روگوں کو سامنے فرمایا۔ وہ جو اس طریقہ پر ہیں جو ہیں اور میرے سپاہی۔ لہذا ان کے عقیدہ و عمل میں حضور اور صاب سے سزا دہ نہایت کا نہیں ہے۔ ہر مسلمان کو ہر حال میں حواس درست کر کے اپنے دل میں حریص کا تار بنانا نہایت کارآمد ہے نہ کہ فنی فنی چیزیں گھڑنے کا۔ اور قرآن شریف کی ہر کات میں سنت کی پیروی کا حکم ہے۔ لہذا جو بات بھی اصل اقلیدہ و علم و صواب کی سنت میں نہ ہوں اس کو ترک کر کے سنت کی پیروی لازم ہے۔

گفت مشق نام لیلی می کنم! خاطر خود را تسلیمی کنم

ایسی نداء صحابہ سے بکثرت روایات میں منقول ہے لکن لا یخفی علی المتبحر المتصفح التذلل اور اگر محتاط کا اسماعیل یعنی مسلمانا مقصود ہے تو اگر تصنیف باطن سے ناشی کا مشاہدہ کر رہا ہے، تو بھی جائز ہے۔ اگر مشاہدہ

لے لے لایا اس کے نام کی مشق کر رہا ہوں اپنے دل کو تسلی دے رہا ہوں۔ تو یہ وہ لیلیٰ لکھتا اور کہتا تھا تو لیلیٰ کو خطا پہنچا کر دینا تھا، دل کی عجز اس کو ملتا اور شوق اور نہ سننے پر صبر کرتا تھا۔

تھے جسے کہ علم کے دیار میں انظر و کوئی سے پرشہ نہیں اور ان کے بھائی دینا ایسا کرتے ہیں کہ بکثرت شوق اور دیوانی و حسرت میں مردہ و زبونوں کو کہا جاتا۔ اسے فلاں تو قیامیہ ہے کہتا تھا و مکرر تھا تو اس سے خطاب مقصود نہیں ہوتا۔ تصور کو ذہن میں چار خطاب بھی کر لیتے ہیں مگر یہ جانتے ہیں کہ اس کا نام باطن ہے کہ انہیں ہرگز اس میں کوئی شائبہ نہ ہو کہ یہ خطاب ہے کہ حقیقت میں انہما و شوق پر صبر کرتا ہے یا نہ پکارتا سنا نہیں پسب جائز ہے۔

تھے تصور کہ خطاب نہیں خود ذات کو سنا مقصود ہے اور وہ ذات و ذریعہ میں توین صریح میں ہرگز یا غیر اللہ کی ذات کو اس کا لای کی طرح پروردگار سے منہ دانا دیکھنے والا جانے والا دیکھتے تو یہ فکر ہے اور اگر یہ نہیں تو پھر اگر یہ شخص صاحب کشف ہے جن کی ہر خبر عبادت و انہما کی توفیق دہا کرتی بھی ہوتی ہے اور وہ تصنیف باطن سے مشاہدہ کر رہا ہے۔ اس وقت کشف پر ہوا، دریاں کے عجایب اٹھ گئے ہوں۔

کیونکہ ہر وقت کشف رہا ہے نہ ہر ایک کو ہر گز ہے۔ ہر حال اگر ہو۔ ذات و ذریعہ سے خطاب جائز ہے اور کشف و ذہن کے دبا ہے مگر کھینچنے سے کوفان ذریعہ سے آواز نہ ملے پہنچ سکتی ہے۔ تو اگر کسی مشرقی دلیل قرآن و حدیث اجازت و قیاس مجتہد سے بھی ثابت ہو کہ ان کے یہ آواز کو نہ پہنچا دے گا۔ تو بھی دجائز ہے۔ مگر دلائل مشرق سے مساے حضور پر صلوة و سلام کو مگر کہ پہنچنے کے لیے اور

کس یا نہ پہنچا یا اس کے کوئی ثابت نہیں فریاد ہے۔ اس سے پہنچنا لازم ہے۔ یہ کھوت و درد سلام ہی پہنچتا ہے۔ تو اب خطاب کہنے میں ہر گز مجہود، یا ہر گز باطل علم رکھنا یا ہر گز، جو اشتقاق لے کے ذات کے لیے خاص ہے۔ دوسرے کے لیے مانا شریک بن جائے کہ یہ ثابت ہوتا کہ ان کے یہ کچھ کچھ اس طرح کسی نبی یا نبی کا مروجہ علم رکھنے والے سمجھتے ہیں گئے۔ تو وہاں آواز سے اس طرح خطاب کرنا مشرک کی شائبہ

اور دوسروں کے واسطے مسند از پہنچنے کا گناہ ہوگا، مگر یہ ثابت نہ کہ ان کے یہ کچھ کچھ نہ کہ گناہ و گناہ ہے اور یہاں دریا خست ہے باطن کی صفائی و روشنی سے جس کو نبرداری جانی ہے خطاب کیا جاتا ہے (س کا۔)

نہیں کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ خداں ذریعہ سے اس کو یہ خبر پہنچ جائے گی۔ اور وہ ذریعہ ثابت بالذلیل ہر بت بھی جائز ہے مثلاً انکار کا درود و شریف حضور اقدس میں پہنچنا احادیث سے ثابت ہے۔ اہل اعتقاد کو کئی شخص الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کے کچھ مضائقہ نہیں اور اگر نہ مشہور ہو نہ منہم پہنچا مقصود ہو نہ یعنی ہم پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے موجود ہو نہ نامعلوم ہے مثلاً کسی ولی کو دور سے ندا کرنا اس طرح کہ اس کو سنا نہ منظور ہے اور وہ دور و دہلیز نہیں رہا بھی تک اس شخص کو یہ امر ثابت ہوگا کہ انکو کسی ذریعہ سے خبر پہنچے گی یا ذریعہ متعین کیا مگر اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں یہ اعتقاد و افتراء

لے شرعی دلیل قرآن حدیث و اجماع اور قیاس مجتہد سے کہ ان چار ذریعوں کے علاوہ کہ تو شرعی دلیل نہیں دیکھتے۔ الباقی احادیث و آثار کے ذریعہ تو یہ کچھ ہی دلیل نہیں پہنچ کر خیرے شربت ہیں۔ سب صرف اس عقیدہ سے کہ کہیں ہر شریک میں ہے تو شے متصور کر دو دوسرا پہنچا دے ہیں۔ ذکر اس عقیدہ سے کہ حضور پر کچھ سے دیکھتے ہیں کہ وہ یہ اصل اور شرک کے مشرب ہے مگر چوں کہ ہر گز سنے دیکھنے کے علاوہ کہ کہیں ہر شریک میں ہے کہ ان کے شایبہ اور مسدود ہوا ہر گز نہ پہنچا دے گا۔ یا ذہن ہی معلوم کر کہ نہ کہہ کرے۔

تھے مثلاً یہ کہ یہ ذریعہ تصنیف باطن سے ذریعہ دور و دہلیز سے لکھ نہ پہنچا پہنچا لے گا ذریعہ نہ ہونے سے منہم پہنچا مقصود ہو کہ ذریعہ پر کوئی شرعی دلیل نہیں۔ شے گناہ ہے وہ اگر گناہ ہے کہ شرک کے قریب ہے ہر گز ایسا نہ کریں نہ آواز نہ لے نہ آہستہ لکھ خطاب کرنا۔

کے دیکھے یا سنیے یا باطن کی قزاقیت دریاں کے عجایب اٹھ کر سامنے نہیں یا کشف نہیں۔ شے کہ اس کی کوئی شرعی دلیل نہیں۔ لکھ ذریعہ خود فرض کر لیا بلا دلیل۔

لئے اللہ کی قزاقیت یا نہ صاف ہے کہ گویا خداوندی قزاق ہے کہ ہم تھادی نہ پکارا ان کو پہنچا دیا کریں گے۔ اگر اس خیال کے ساتھ ہو کہ وہ خود تو نہیں معلوم کر سکتے۔ مگر اللہ تعالیٰ پہنچا دیتے ہیں۔ حالانکہ ہر اسے درود و سلام کے اور کچھ نہیں۔ یہ بہت سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ادَّعَىٰ اِلٰهًا غَيْرَ الَّذِي خَلَقَہٗ

[اس سے زیادہ ظالم ان کو کہ ہے جو خدا تعالیٰ پر بھڑکتا ہوتا ہے]

علی اللہ اور وہ علم غیب ہے بلکہ سائر مشرک کے ہے مگر بے دھرم اس کو  
 مشرک و کفر نہ دینا چاہتے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اگر اس بزرگ کو خبر پہنچا دے  
 ممکن ہے اور ممکن کا اعتقاد مشرک نہیں، مگر چونکہ امکان کو وقوع لازم نہیں اسلئے  
 ایسی نوائے لائیتی کی اجازت نہیں ہے، البتہ جو نوائے نفس میں وارد ہے۔  
 مثلاً یا عیسیٰ اللہ اُغْبِیْہِیْ وہ بالاتفاق جائز ہے اور یہ تفصیل حق عوام میں  
 اور جو اہل حق و صحت ہیں ان کا حال جدا ہے اور حکم بھی جدا کہ ان کے حق میں  
 یہ فعل عبادت ہو جاتا ہے جو خواص میں سے ہوگا تو صحیحہ لیکر بیان کی حاجت نہیں

لہ اور اگر خود ہی ہر مشرک کو بانٹ کر چلتے نہ سنبھال ہر مشرک قرآن کے لئے علم غیب ثابت کرنا ہوا  
 خداوند کے سوا کسی کے لئے ثابت نہ کرنا مشرک کی حدوت ہے لایعلم الغیب الاہو (علم غیب  
 سوائے خدا کے کے کرتی نہیں مانتا)

لئے علم مولد کے بیان ہر مفسر میں تفصیل پہنچا کر مشکل ہے یہاں مطلب یہ ہے کہ مذہبی کی پس کے  
 دینے نہ کرنا مشرک ہے اور ہمارا انگریز بعض کاتبین حتیٰ ہے وہی دالہام میں ہے اور ادا ہے  
 ابونہد ہر چیز کا نام بھی دہتا ہے مشرک بنا یا ہے بشرطیکہ کبھی معتبر نہ بنی دھمکتی ہو اس لئے غریب  
 کو مشرک کہنا غلط اور صحیح ثابت ہے۔

مسلک ممکن کے ممکن ہر مفسر کا اعتقاد حق ہے مشرک نہیں، اور اس کے واقعہ ہونے کا اعتقاد  
 ہے اہل بلا و دلیل ہونے لگا ہے ہرگز، مگر ترک نہ ہوگا، اور کسی صفت اہل میں مشرک ہو کر تو کھلا  
 مشرک ہے یا قرآن و حدیث کے خلاف ہوگا، تو کرے، جسے ہر نبی کا بھی پتہ علقہ ممکن  
 ہے، مگر نفسی ممکن کے خلاف ہونے سے کفر ہے اور ممکن کے موافق ہونے سے فرض ہے۔

لہے یا فائدہ پہل کہ کہ جب کوئی دلیل اس کی نہیں کرے کہ ان کو ادا ہو چکی ہے جس کے لیے تو یہ اعتقاد  
 غلط ہے لگا ہے، بلکہ مشرک ہے اگر یہ برات میں مانا گیا ہے، لہے حدیث شریف

لہے لے اللہ کے بند میری درگاہ، یہ جائز ہے ہرگز اللہ کے بندے ہونے کے متعلق کبھی (جو ہم  
 السالک کے اختیار سے باہر ہیں) امتحان کیلئے مدتوں ہرگز موجد ہوتے ہیں، جسے یا لام انجام دیتے

ہیں، چونکہ یہ حدیث سے معلوم ہے، مگر ہم کو غور ان میں ان کو خود ہر شخص جو دے خطاب کیا کہ حدوت ہے  
 ان پر دوسروں کو قیاس کرنا ہے اصل مسئلے و دلیل سے غلط ہے لہے اللہ تعالیٰ کی تو یہ نسبت کئے والے

ہیں ان کا حال ہی اور ہے کہ ان کو باطن کی صفائی سے سامنے نہ لائے ہیں ان کا ان سے دہم کرنا اور  
 باطن کا غیبی صفت کی قوت کے لئے مدد دنیا صحت کی عمر کی کا ذریعہ اور عبادت میں جا کے ہیں۔

ہماں سے معلوم ہو گیا کہ طیفہ یا شتم عبد اللہ اور شینا اللہ کا، لیکن اگر شتم  
 کو متصرف جتنی بھی تو متصرفی المشرک ہے۔ ہاں اگر مرت و وسیلہ و ذریعہ جانے

لے اس وقت یا باطن متحقق طلب ہیں، ایک تو یہاں کہ کہ خطاب کرنا، دوسرے ان سے دھمکتی تو جہ اس  
 کا یہ ہے کہ شتم عبد اللہ کے واسطے کچھ دیکھ دے، تو یہاں بات دینے کی قرآن کی قمر میں کہ لفظ  
 یمن و البکورت و سارک و کرامت، ہر حق حجاب متناہد میں آئے گی کہ اس کو پکارنا جائز ہے، اور دوسرے  
 لگا دیکھتے نہیں اس لئے صحت کے دے، اگر یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کو ادا ہو چکا ہے، تو خدا  
 تعالیٰ پر ہمتان ہے جس کو قرآن میں قسم عظیم قرار دیا ہے، اور اگر یہ عقیدہ ہے کہ وہ ہر جگہ سے ہر بات سے  
 ہیں تو غیبی عبادت کرنا اور اگر نہ اللہ کی طرف ہر جگہ سے جانا مراد ہے تو کھلا مشرک ہے اور دوسری  
 بات ان کا وہ دیتا ہے جو ان سے مانگا جاوے، اس کی کوئی حد نہیں ہیں، اور ہر صحت والا الگ الگ  
 حکم ہے، اگر یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کو مشرک نہ ہو یہ دیکھ سکتے ہیں، تو کھلا مشرک ہے، اور اگر مراد  
 ہو کہ اللہ نہیں دے سکتے، یہ دے سکتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ کو جبر و ربوبیت لگا کر ہے اگر یہ عقیدہ ہو کہ اللہ  
 تعالیٰ ہی سے سکتے ہیں مگر اب نہیں دیتے عرب ہی نہیں تو خدا تعالیٰ کو کھلی زبان پر بھی کفر ہے، اور اگر یہ عقیدہ ہو  
 کہ اللہ تعالیٰ ہی دے دیتے ہیں، یہ دے دیتے ہیں، اور اگر یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی دے دیتے ہیں، تو  
 اللہ تعالیٰ ہی ہیں، ان سے مانگے کا مطلب یہ ہے کہ وہ دعا کریں تو یہی تہم کا دعا کریں کبھی نہیں اس  
 لئے ہے بے ثروت ہے اور گناہ ہے، لہذا ہر حالت میں ہر مشرک کو مشرک کہنا ایک دراصلت صرف گناہ  
 کا ہے، تو مشرک کہنا ہر صحت کو مشرک کہنا، یہ عقیدہ ہو کہ دونوں کا اختیار دے، تو اگر خدا کے برابر  
 یا بڑا اور کچھ تو مشرک ہے اور یہی تہم کہ ہے اصل ہے خدا پر مینا ہے،

لہے یا بخدا، تو اللہ تعالیٰ کی عبادت و شہری کے دینے والا کبھی کو مشرک ہے۔

لئے مشرک کی طرف کھینچ دیا ہے ایسا ہے کہ تو مشرک قرار دینا کبھی ممکن نہ ہو، یہ بات لہجہ ہے کہ وہ ایسا کبھی  
 اعتقاد ایسا بغیر مشرک کی طرف کھینچا ہے اس سے کبھی نہیں لازم ہے تو کھینچ کر تو مشرک کو کفر نہ ہو جسے اور ہر حق ہوا  
 لئے خدا تعالیٰ کی دے دینے کا واسطہ و ذریعہ کچھ ممکن ہوگا، دوسری میں ہوں گی، ایک کہ ان کا خدا تعالیٰ پر کفر کی حق  
 سمجھ کر ان کو واسطہ و ذریعہ بنا ہے تو یہی کہ کفر کو خدا تعالیٰ سے غلو کو کھلا دے کہ وہ کتاب کے جس میں نسبت  
 نہیں کسی کو خدا تعالیٰ پر کر کی حق نہیں ایسا عقیدہ ہو گا، اسے دوسری صورت پر کہ کفر کی حق نہیں ہے تو اگر وہ ایسی حق  
 کو ذریعہ بنا ہے اس طرح کہ لے اللہ تعالیٰ کے مقول ہر حد میں اور آپ کو مقول ہر حق اور ان کی محبت و ان کے تعلق  
 سے، اس کی تہم اسد سے حجاب کی ایک صفت ہے دعا کرتے ہو کہ ہم ان شہرہاں سے صحت لائے ہیں ہم کو یہ  
 عبادت فرما دیجئے یہ جائز ہے مگر یہ لفظ اس طرح واسطہ ہانے کرنا ہر نہیں کہ ہم چاہتے ہیں خود ان سے  
 مانگے کا اسلئے قدرت نہیں ہاں لفظ دے شتم یا شتم عبد اللہ اور شینا یا اللہ شتم عبد اللہ تو خدا تعالیٰ کو  
 سے اللہ کفر یا فتنہ، قرآن لفظوں میں ان سے کی گئی حق کئی ہے درخت ہوا۔



باللہ الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے کچھ حرج نہیں، یہ یقینی ہے  
اس مسئلہ میں اب بعض علماء اس خیال سے کہ عوام فرق مراتب نہیں کرتے اس انداز  
سے من کرتے ہیں ان کی نسبت بھی اچھی ہے۔ اتصال الاصل بالذاتیات اللہ  
مگر معصیتوں سے کہ اولاً تو خدا کرے والا اگر سمجھتا ہو تو اس پر ہر شے ممکن کیا جاوے  
اور جو شخص غامی جاہل ہو تو اس سے دریا ذلت کیا جائے، اگر اس کے عقیدے میں  
کوئی خرابی ہو تو اس کی اصلاح کر دی جائے اور اگر شے وہی سے اصل عمل سے  
منہ کرنا معصیت ہو، بالکل روک دیا جائے لیکن ہر موقع پر اصل عمل سے منع کرنا  
مضیہ نہیں ہوتا۔

ایک بات کہ وہ بھی بہت جگہ کارآمد ہے، یاد رکھنے کے قابل ہے وہ  
یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عمل یا شے میں مبتلا ہو اور یہ قرآنِ قویہ سے یقین ہو  
کہ یہ شخص اصل عمل کو ہرگز ترک نہ کرے گا تو اس موقع پر نہ تو اصل عمل کے ترک  
کرنے پر اس کو مجبور کرے کہ بجز فساد و عداوت کوئی ثمرہ نہیں، نہ اس کو بالکل پہل  
و مطلق العنان چھوڑے کہ شفقت و اخوت اسلامی کے خلاف ہے، بلکہ اصل  
عمل کی اجازت دیکر اسی میں جو خرابی ہو اس کی اصلاح کرے کہ اس میں امید  
قبول و اعتدال ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کا حکم ہے: اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ  
بِالْحُكْمِ وَاللَّيْئَةُ الْعَظِيمَةُ الْحُسْنَىٰ اور دوسوم جاہلیت کے شیعہ کے وقت  
جو اس کا مشرعیہ مقرر ہوئے ہیں اُن میں غور کرنے سے اس قاعدہ کی  
تائید ہوتی ہے۔

اے نہ بھارنا مقصود نہ ان سے، لگتے منتظر ہو کسی سے شے کی یا غلط فہمی سے غلط نہیں ہو کر،  
بابرکت قرار دے کر پڑھتا ہے تو یہ شرک و کفر نہ ہوگا، مگر شرک کا وہم ہو جائے، اس لئے اس کا لفظ  
کے ہم صحابہ نے جائز اور اس کے خط کے دہرے نہ کیا ہیں۔  
اے کفر و شرک نہیں، ہاں ان کے وہم پر آکر لے گا لگتے ہوگا، اس سے بچایا جائے، روکنا چاہیے  
لیکن شرک والوں کا مشہد سے بھی بچایا جائے۔  
اے شے نہ سب عمل میمن سے ہی قراب دیتے جاتے ہیں، حدیث بعد وہ شرک کے قریب بھی  
جائے سے بچاتے ہیں، یہ قراب کا کام ہے۔

اے کفر وہ ان کفر و شرک کی حد سے بچا ہوا ہے، ایک طرف سے شرک یا لگتے کی صورت نہ ہو کر  
ذکی جائے ہاں اگر ماحول شرک و کفر اور ان کی صورتوں کا ہو کر مشابہت اور نہ جواز بننے کے خلاف کوئی چیز  
ہے، نیک گن جیسے حدیث میں مسنونہ کے ساتھ نیک گن رکھنے کو فرمایا ہے، البتہ نیک گن کوئی دور  
بات نہ ہو، شرعی و دلیل بن جائے۔

اے کہ بچانے میں کیا سمجھتا ہے اور مانگتے ہیں کیا۔  
اے اگر اصلاح کہ وہ نہ مانگے یا ذی بان کر کے یا بھی کسی خلاف کرے یا اس کو دیکھ کر دیکھ کر  
اے تاکہ وہ مسلمان نہ دیکھے اور کفر و شرک میں ہو کر ہمیشہ کا اندھن نہ بنے، دیکھ دیکھ کر حد بنے  
اے صاحب نہیں ہر نامی ہے، وہ بھی وہ سب کے لئے ہے، ہر دوری کھینچ کے ہادی، دیکھ دیکھ کر  
اے کفر و شرک اور لگتے کے بعد شد ہو جب۔ اس کے انفرادی دلیل سے یہ مسلم برقرار دیکھ کر کوشش  
لازم ہے۔

اے خلاف مشہدیت  
اے جگہ ۱۱۱ دوری و دشمنی ہو کر بھی مجبور نہ ہو، دستور جاری ہے۔  
اے سیکر اور ذلیل باگ والا،  
اے کہ ایک مسلمان نہ ہی اگر اسلام سے ہٹ کر دیکھ کر بالکل خاموش رہیں، یہ بھائی کے حق اور  
محبت و شفقت کے خلاف ہے۔  
اے یعنی اس سے چشم پوشی کر کے اس وقت خرابی کی اصلاح کر دی تاکہ خلاف شرع نہ پڑنا  
ہو نہ ہو۔ اور اس سے اصلاح کی توقع بھی ہو جائے، کیونکہ ایسے موقع پر جب خدا و عباد  
کا دور دورہ ہوا، ہر امر و نہی واجب نہیں رہتا، اے زیادہ غالب،  
اے اے آپ کے راستہ کی طرف حرکت اور مدد و نصیحت سے دوسرے وہ جنہوں کو حکم برا تھا تو یہ بھی حکم  
ہے انہیں تیرے کام کیا جائے، ذکر اللہ پڑھا جائے، پھر وہ ان کو خیر الہی کے طریقہ پر ہو۔

اے جاہلیت کی رسموں کے پیچھے ہٹنے کے وقت  
اے کہ شراب کے حرام ہونے میں اول دیکھا پھر سخت اور پھر بہت سخت حکم آیا تھا اس سے یہ  
نکل سکتا ہے کہ اول بات بھی بہت سخت کہی جائے، یہ مطلب نہیں کہ حکم امتناع کے بنانے میں  
پہلا دوسرا زیادہ اور سب باتیں، یہ تو بعض حکموں کا چھپنا ہوگا۔ باقی صفحہ ۳۹ پر دیکھئے

مشرّب اس فقیر کا یہ ہے کہ ایسی غذا میرا مشمول نہیں رہا۔ ہاں بعض اشیاء میں ذوق و شوق سے صیغہ غذا ہوتا گیا۔ اور عملدرآمد وہی رکھنا چاہئے جو اوپر تین مسئلوں میں مذکور ہوا۔

۱۔ یہ کہ شُرک و کفر و باجہت والوں کی مشابہت اور مندرجہ ذیل بننے کا خطرہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں اسے لوگ نہ ہوں مگر دوسری جگہ بھی بابت پہنچے گی۔  
 ۲۔ یہ کہ وہاں بچکانہ بھی مقصود نہیں، شرق و غربت یا رنج و صہرت کا اظہار ہے جیسے قروح ہیں یہ قسم جائز بیان کی گئی ہے۔

۳۔ یہ کہ نہ کھانے والوں کا فعل و تبار مذمت اور شرک و ہم شرک سے بچاؤ یا حلی غلطی کی مشابہت اور مندرجہ ذیل بننے سے میلندگی پر محمول جو ادر کر کے والوں میں اچھل مڈر غلبہ حالہ اور مجبور کی کار رکھیں جب تک اس کے خلاف ثابت نہ ہو جائے اس کو ہاتھ سے نہ دیں۔

۴۔ قرآن مجید سے آگے اسلام کے مکمل ہر کچھ کے بعد یہ نہیں رہا، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ سوچا تھا کہ یہودی اور نسا کا گشت نہیں کھاتے ہم میں نہ کھائیں تو کیا حرج ہے کوئی زمین واجب تو نہیں ہے، اس پر منافہ نازل ہوا تھا اَصْلُوْا فِی السَّلَامِ اَحَقَّ دُور سے اسلام داخل ہوا جو اور پھر اس کو شریعت کام لایا گیا ہے اور حضورؐ کو حکم ہے بَلِّغْ مَا اَنْزَلَ اِلَيْكَ (تیلین کیجئے تمام اس کی جو آپ پر نازل کیا ہے) حضورؐ کو بھی نازل شدہ احکام میں سے کچھ پہنچانا اور کچھ روک دینا جائز نہ تھا، مگر کتاب والی آیت سے یہ ضرور ثابت ہے کہ عذرہ تدبیر کرنی ضروری ہے، اور مجبور میں یہ نرمی چاہیے۔

## پانچواں مسئلہ جماعت ثانیہ کا

یہ مسئلہ سلف سے مختلف نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کراہت و امام ابو یوسف سے بعض شرائط کے ساتھ کجواز منقول ہے۔ اور ترجیح و تصحیح دونوں صاحب موجود ہے۔ اس میں بھی گفتگو کو طول دینا تا زیبا ہے۔ کیونکہ جانبین کو گناہ شئ عمل ہے۔ اور ہنر یہ ہے کہ دونوں قول میں یوں تطبیق دی جائے کہ اگر جماعت

علم علامہ شامی نے واضح و مفق یہ اس کو قرار دیا ہے کہ جس مسجد میں اکثر نمازی متعین ہوں ہم کم دو تہ سے آتے جاتے رہتے ہوں وہاں تو دوسری جماعت حد مسجد کے (غیر کردہ) ہے اور جہاں اکثر نمازی غیر متعین ہوں جیسے ایشیوں کے شہر کے چوراہوں اور بس اسٹاپوں کی مسجدیں وہاں دوسری قیسری جاتیں حد مسجد میں مبارک ہیں۔ لہذا اکثر نمازی متعین والی مسجدیں جماعت ثانیہ کے بجائے ثواب کے گناہ کا سبب بنتے ہیں۔ بزرگوں سے اختلاف ہے۔

مسئلہ کراہت تحریمی فقہ میں نقل ہے۔ (اور فقہائے اس کو ظاہر الدرایۃ یعنی امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام احمد قیون کا مذہب تسرار دیا ہے۔ شامی میں حدیث نقل ہے۔ کہ صحابہ ایک ایک پڑھا کرتے تھے۔ گنہ شریف میں کئی جماعت بالاتفاق مکر وہ نہیں (شامی)

آگے یہاں سے ایک روایت ہے مذہب نہیں۔ جو ظاہر الدرایۃ کے مقابل میں واضح نہیں مرحوم قواد پاتی ہے۔ فارسی رسالہ القیوف الدرایۃ حضرت حاجی صاحب کے خلیفہ مولانا رشید احمد صاحب کا رسالہ اس مسئلہ میں بڑا مفصل ہے اور درجہ بھی چھپا ہوا ہے۔

۵۔ بہر حال ایک امام کی روایت تو وہ ہے۔ گو غیر واضح پر فتری دینا درست نہیں۔ جس سے بیدینی کے زور میں اگر کوئی ضعیف قول پر بھی عمل کرے۔ تو سخت گرفت سے تو بچ سکتا ہے لہذا اس پر محض نہ چلبے خود کو ناخواب ہے۔

۶۔ ایک کو دوسرے کے مطابق کیا جائے۔ علامہ شامی سے دونوں کی صورت اور پھر منہ پر چکی ہے کہ اکثر نمازی متعین ہوں تو مکر وہ مدغم جائز ہے۔

اولیٰ کا پہلی اور سستی سے فوت ہو گئی ہے۔ اور جماعت ثانیہ میں شرکت سے منع کرنا، اس شخص کے لئے موجب زجر و تنبیہ ہوگا تو اس کیلئے جماعت ثانیہ کی کراہت کا حکم کیا جاوے اور قائلین بالکراہت کی تعلیل تفصیل جماعت اولیٰ سے یہی معلوم ہوتا ہے، اور اگر کسی معقول غرض سے پہلی جماعت رہ گئی تو دوسری جماعت کے ساتھ پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے یا کوئی شخص ایسا لایا جاتا ہے کہ جماعت

لے رکھے اور تنبیہ کرنے کا ذریعہ ہو،

مکروہ کچھ دلائل کا یہ علت بیان کرنا کہ جماعت ثانیہ کے جواز سے پہلی جماعت کم ہو جائیگی۔ اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر دوسری جماعت کو محکوم قرار دینا سنی و اہل کور و کدے کے پہلی جماعت کم نہ ہو پائے تو مکروہ ہے۔ ایسی نہ ہو تو مکروہ نہیں لیکن اگر یہ علت نہ ہو صرف حکمت ہو تو دوسری جماعت سے کم نہ ہو اور ساتل میں تغیر ہوتا ہے اور حدیث شریفہ میں یوں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ مصالحت کرنے تشریف لائے تو جماعت ہو چکی تھی حضور نے ساتھیوں کے ساتھ گھر نہ جماعت کی اور باوجودیکہ مسجد نبوی کی ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار ہے۔ پھر بھی مسجد کو جوڑ کر گھر پر پڑھا اس کی دلیل ہے کہ اس کا خلل اتنا شدید ہے جس پر پچاس ہزار گنا ثواب ترک فرمایا گیا اگر مسجد میں جماعت دوسری مکروہ تحریمی نہ ہوتی تو حضور پچاس ہزار کے ثواب کو ترک نہ فرماتے۔ لہذا جائز طریقہ یہ ہے کہ مسجد یعنی جو حد نماز کے لئے خاص ہے اس میں دوسری جماعت نہ کی جائے مسجد سے باہر کوڑ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، چھت وار حصد و صحن کے علاوہ سردیوں میں، و منو خانہ غسل خانہ کی چھت یا دوسری ضرورتوں کی جگہ درست ہے یہی حنفی قیوں اور اس حدیث کے مطابق ہے مگر امام ابو یوسف سے ایک روایت جو ان کے بھی ہے۔ مگر راجع اور نفی بر نہیں ہو سکتی مگر سب سے آسان پر عمل کرنے والے کو مطہر نہ کرنا چاہئے کہ زمانہ کم شوقی گذرے۔ اور جماعت کم ہونا تو مسلمانوں سے کالپی و سستی سے ہی ہوتا ہے، جان بوجھ کر کوئی نہیں کر سکتا جب ہر ایک کو معلوم ہوگا کہ دوسری جماعت میں بھی جماعت کا ثواب بھی ملے گا اور مسجد کا بھی تو سستی پیدا ہوا خصوصاً اس زمانہ میں زیادہ ہوگا جماعت اصلی کم ہو جائیگی جماعت کم کرنے والی ہر بات مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔

۳۔ اگر دوسری جماعت مسجد کے اندر اکثر نمازی معین کرنے میں مکروہ تحریمی ہوگی، اور مکروہ تحریمی بھی ترک واجب ہے، اور تنہا پڑھنے میں ترک جماعت ہے۔ اور جماعت اگر حنفیہ کے نزدیک سنت و کراہت ہے مگر دوسرے ائمہ کے نزدیک واجب ہے۔ دونوں برابر ہیں جماعت کے (باقی صفحہ ۶۷ پر دیکھئے)

ثانیہ سے منع کرنا اسکے حق میں کچھ بھی موجب زجر نہ ہوگا، بلکہ تنہا پڑھنے کو غنیمت سمجھے گا کہ جلدی سے چار ٹمکریں مار کر وضعت ہوگا تو ایسے شخص کو منع کرنے سے کیا فائدہ، بلکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کسی قدر تعدیل و اطمینان سے ادا کیے گا،

عمل درآمد اس مسئلے میں بھی ایسا ہی رکھنا چاہئے کہ ہر فریق دوسرے فریق کو عمل بالحد لیل کی وجہ سے مجبور ٹمکریں رکھے اور جہاں جماعت ثانیہ نہ ہوتی ہو وہاں تنہا پڑھ لے، خواہ غواہ جماعت نہ کرے۔ اور جہاں ہوتی ہو وہاں شریک

۱۔ روکنے کا سبب سستی اور غفلت کے۔

۲۔ کہ جماعت ثانیہ بھی مکروہ تحریمی اور جلدی جلدی یا تعدیل ارکان نماز پڑھنا بھی مکروہ تحریمی تو دونوں مباح رہے کیا فائدہ ہوا، البتہ اگر مسجد سے باہر جماعت ہو تو دونوں سے بچ سکے گا۔

۳۔ مسجدالسنبا کہ ادا کرنا کبیر پر حضور پھر چھوڑنا ہے۔ حرکت بند ہو جانے سے نماز میں واجب ہے لیکن اگر تعدیل ارکان اور اطمینان سے پڑھنے کی عادت ہے۔ تو پھر اس کا تنہا کا یہ مکروہ تو جاتا رہا۔ اور جماعت ثانیہ کا مکروہ قائم رہے گا۔ پھر دونوں کام بابر کے نہیں ہوں گے۔ تنہا پڑھنا ہی افضل ہوگا۔ جماعت کے ثواب سے محرومی غفلت کی سزا ہوگی جماعت کرنا ہر تو اس حصہ سے جو نماز کے لئے خاص یعنی مسجد شرعی سے باہر متعلقات مسجد ہیں یا دوسری جگہ ہر تو مسجد کے ثواب سے محروم اس غفلت کی سزا ہوگی۔

۴۔ دلیل سے عمل کرنے کی وجہ سے گواہ کی دلیل قوی، ایک ضعیف ہو، مگر بے سند سے زغیرت ہے۔

۵۔ پڑا نہ کہے۔

۶۔ کیونکہ خواہ عمامہ مکروہ تحریمی کا ادا کیا ہو گا۔

(نوٹ صفحہ ۶۶ سے آگے) اور فائدہ دنیا کے زیادہ ہیں۔ اور اگر باہر جماعت کر لیں تو اس کا ثواب بھی ملا کر اہل تحریمی سے بچاؤ رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے موافق بھی ہو گیا۔

۷۔ سب سے پروا ہے اہتمام،

ہر جاوے مخالفت نہ کرے۔  
یہ پانچ مسئلے تو عمل تھے اب دو مسئلے علمی باقی رہ گئے ہیں وہ مرقوم ہیں۔

---

لے بشرطیکہ یہ مقتدا نہ ہو کہ اس کے شرکت کرنے سے اس کے کردار نہ ہونے پر دلیل نہ ملے جیسے  
در نہ پھر اس کا شریک ہونا سبب بنا کر اہل بیت نہ ہونے کی بن جائے گا اور کراہت کا گناہ اہل  
دقت کا بھی اور بعد کا اس پر بھی ہوگا اور مقتدا نہ ہونے میں اگر شرکت مودت میں کر لی اور نیت جہنم  
کی شرکت کی نہ کی۔ فرس شرکت و کراہت تو نہ ہوگی۔ لوگوں کے طعنہ سے پرہیز کے گا اگر اس نے  
ہونے کا خوف ہو۔ در نہ ہمت کی بات یہیں ہے کہ حضور کی طرح مسجد سے باہر جماعت کرے، در نہ  
تھا ہی پڑھے۔

۱۰ عقیدہ کے :

# چھٹا سا تو اں مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا

ان دونوں مسئلوں کی تحقیق کا سمجھنا موقوف علم حقائق پر ہے اور ان میں دقیق ہے مگر مجملاً دو چیزوں کا اعتقاد رکھنا چاہئے۔ ایک اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ دوسرے سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُصِفُوْنَ یعنی اللہ

اسے ایسا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر آپ کے جیسا ان ان دونوں پر ناممکن ہے یا نہیں۔  
 طے حق تعالیٰ کے لئے کذب یعنی واقعہ کے خلاف کہہ دینا ممکن ہے یا نہیں۔ لیکن جب ان دونوں پر غور کیا جاتا ہے تو مطلب صاف یہ نکل پڑتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو اس کی قدرت ہے یا نہیں کہ حضور حبیب اور کوئی میدا کر سکے، مگر نہیں کر سکتے اور کیا خدا تعالیٰ کو اسی پر قدرت ہے یا نہیں کہ خلاف واقعہ کے کوئی بات کہیں گو نہیں کہیں گے، یہ بات نوساری امت کا عقیدہ ہے کہ حضور حبیب شخص قیامت تک کہیں نہیں آئے گا۔  
 البتہ دوسرا پیدائشی نہ ہوگا، اور حق تعالیٰ کو کذب یعنی واقعہ کے خلاف نہیں فرمائیں گے۔ سوال اس کا ہے کہ وہ دونوں باتیں ممکن ہیں یا نہیں یعنی حق تعالیٰ کو ان دونوں پر قدرت ہے یا نہیں کہ تو دنیا تو برگر ایسا اپنے معمول و عادت اور وعدہ کے خلاف ہونے یا اس کے عیب ہونے کی وجہ سے نہیں کریں گے۔ بالکل ان پر قدرت ہی نہیں، ان سے بالکل عاجز ہیں۔  
 ۳۔ تفصیل سے عقلی اور نقلی دلائل سے اس کو حل کرنا۔

بلکہ حقیقتوں کے علم پر موقوف ہے بغیر اس کے نہیں ہو سکتا، جس کے حاصل ہونے کی وہ صورتیں ہیں ایکہ اَدْنٰی درجہ کی جو علوم ظاہری اور ان کے ظروعی فنون کے عبادت کا طرہ ہے اور دوسری، علیٰ درجہ کہ ہے وہ علم لدنی ہے جو حق تعالیٰ کی نسبت کا علم میسر ہونے سے دل پر نہیں طریق سے سب کا سب کھل جاتا ہے اور یہ دونوں درجے ہر شخص کو میسر نہیں آتے، بڑے بڑے ماہروں اور کامیوں کو حاصل ہوتے ہیں۔  
 شے اور بہت باریک اور گہرے علم کی بات یہ ہے کہ علم یا بلے نسبت رنگ و خطا لے کر جاتے ہیں۔ اور اگر اسی میں پڑ جاتے ہیں، اس لئے کہ علم لوگوں کو اس کی تفتیش میں پڑنا خطرہ سے خالی نہیں۔

۴۔ مختصر طریقہ سے !

تعالے تمام عیوب و نقائص سے مثل حلف القول و اختیار غیر واقع وغیرہا ان  
سب سے پاک ہے۔ وہاں تحقیق کرنا کہ کون چیز منہم شے میں داخل ہے  
کہ اس پر قیاد رکھا جاوے اور کون چیز عیب و نقصان سے ہے کہ اس سے  
بترک کیا ہو جائے سو جس جگہ دلائل متعارض ہوں وہاں اس تحقیق کے ہم حلف  
نہیں بلکہ وجہ تدارک ہونے ایسے مسائل کے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان میں  
قیل و قال اور زیادہ تفتیش کرنا عیب نہیں کہ منہم جوہر دیکھتے تقدیر کا مسئلہ  
چونکہ پیچیدہ و متجسس اشکالات تھا اس میں گفتگو کرنے سے حضور اقدس  
صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر سہولت ممانعت فرمائی ہوا اس ممانعت  
کی علت یہی وقت و اشکال ہے۔ سو ان دو مسئلوں میں بھی جب وجہ  
تعارض ظاہر ہو اولہ عقلیہ و نقلیہ کے اشکال کا شذیذ ہے، تو

لے اپنے قول کے خلاف کرنا کہ جیسے حضور کو خاتم النبیین فرمایا اب اور خاتم النبیین پر کا وجود  
خاتم نہ ہے یہ پہلے ارتداد کے خلاف ہوگا۔  
مطلہ واقعہ کے خلاف بات کہنا یا جھوٹ کہنا دیا ان کے سوا اور کوئی عیب نفس کی بات  
لے کیا کی شے کہنا کام ہے جس پر لفظ تعالیٰ کی قدرت ہے کیا کہ نہیں کہنا کام اس پر قدرت نہ ہو  
تو جسے مصدر یعنی منقول ہے جس پر مشیت الہی وادہ ہو تمام ممکنات و موجودات وغیرہ ہیں۔

کے بری و پاک بان کرنا چاہئے  
ھے دلیلیں ایک دوسرے کے خلاف ہوں  
لے ذکر نہیں، یہ ہمارے ذمہ نہیں ہ  
کے بحث و گفتگو

ھے طرح طرح کے اشکال جمع ہونے کی جگہ تھا

فہ تاریخی  
لے عقلی و نقلی دلیلوں کے ایک دوسرے کے خلاف ہونے کی وجہ سے جہاں میں مخالف پہنچتے  
لے اس فقرہ و اجالی بات میں ذکر کی وقت نہ اشکال عام مسلمانوں کو (باقی صفحہ پر دیکھئے)

قبیل و قال کرنے کی جیسے احادیث ہوگی، اس میں منہم کا ایک خواب  
فیہ کے ایک منہم نے دیکھا۔ جس کو تفسیر نے بہت پسند کیا،  
لے گفتگو بحث رہا ہوا  
کے کرایہ بخون میں نہڑا جاتا ہے جس میں دقت ہوا اشکان ہوا آدمی عامی ہوا

(فرق متفرق سے آگے) جی ان دونوں آیتوں والے عقیدے لکھنے فروری میں کہ جب اللہ تعالیٰ کی  
لے اپنی قدرت ہر چیز پر ہے تو ان دونوں پر بھی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہیں، کذاب  
یعنی واقعہ کے خلاف ہیں بھی نہیں کہیں گے۔ کبھی بات نہ فرمائیں گے اور آپ کو خاتم النبیین فرمایا  
ہے۔ اب کوئی نہ پیدائیں فرمائیں گے۔ اس کے خلاف نہیں کہیں گے۔ گو قدرت ہو کہ نہ عیب ہے۔  
اور ان دونوں حکموں میں اختلاف نہ سمجھا جائے بات یہ ہے کہ کسی کام یا بات پر قدرت  
ہو آنگ چیز ہے اور اس کا کرنا آنگ چیز قدرت ہونے کے لئے یہ لازم نہیں کہ اس کو کیا بھی جائے، اگر  
کرنے میں عیب یا نقص ہوگا نہیں کریں گے۔ اگر ان سے پاک ہیں مگر عیب نہیں ہوں گے۔ کیونکہ عاجز ہونا  
بھی عیب ہے، وہ ہر عیب سے پاک ہیں۔ سہولت کیلئے یوں کہیں گے کہ ہر اللہ کو چہری نہ کر عیب  
ظلم نفسی حاد و صائر کا لے دینا بد معاشی کی قدرت تو ہے عاجز اور مغلوب نہیں ہے۔ مگر عزت  
نیک ادب و انبیاء و اہل کمال کے لئے نہ ہو کہ گناہ ہے تو ان سب باتوں کا ان سے ہونا ممکن ہے۔ صاحب پر  
قدرت ہے مگر نہیں کرتے اور کمال یہی ہے کہ قدرت جو بھی ہوئی بات نہ کریں ورنہ انہی جتنے  
کیا کیا لے کر یہ چودھری کا ذکر ذی غلبہ قتل کا لہجہ میں میں نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت  
سے موصوف ہیں۔ انہی جتنے کی طرح عاجز نہیں، قدرت رکھتے ہیں مگر ذودہ کے خلاف کرتے  
ہیں۔ نہ کذاب یعنی واقعہ کے خلاف کہتے ہیں۔ ان کی قدرت نہ ماننا تو عجز قرار دینا ہے۔ یہ جیسے  
کہا آری جیسے ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ فرمائیں یہ بیٹھا چہرہ کھڑا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ  
کو اب بھی اس کیلئے کہ یہ اللہ کی قدرت ہے یا نہیں۔ اگر کہ نہیں تو قدرت سلب ہو کر نہ ہو کلا ہے  
اور اگر قدرت ہے مگر کذاب کا عیب ہونے سے نہیں کہیں گے تو یہ اس کی بات ہے یہی ان  
کذاب ہے اور عدم و قورح کذاب بھی ہے یہی کالی اور عیب سے پاک ہے۔

غلطی اس سے جوتی ہے کہ کوئی قدرت ہونے کو کام کرنا قرار دے جیتے ہیں۔ یہ  
کسی غلطی ہے۔ ورنہ ہر شخص کو تسلیم کرنے کی قدرت نہائی قدرت چودھری کی قدرت اگر قدرت  
ہی کام کرنا ہو، تو ہر شخص کو تسلیم نہائی قدرت کی سزا ملنی چاہئے کہ کسی کالی بلے سمیں کی بات ہے۔



اس لئے سے بہتر کوئی علو آمد نہیں، اور جو طبع آزمائی کے لئے گفتگو  
 ہی کرنا ضروری ہے تو زبانی خلوت میں ہو اور اگر تحسیر کی حاجت ہو تو  
 خط کافی ہے نہ کہ رسالے اور کتابیں (اور اگر اسی کا شوق ہے،  
 تو عربی عبارت ہونا چاہئے تاکہ عوام خراب نہ ہوں،) اور عوام کے لئے  
 تو بالیقین سکوت ہی ضروری ہے۔ تمام ہا بحمد اللہ جو کچھ لکھنا تھا۔

وصیت

اور اس تمام تحقیق کے بعد بھی فقر کی یہ وصیت ہے کہ غنیات میں اپنے علم و تحقیق پر وثوق نہ کریں۔ سورہ فاتحہ اَلْاَمْرَاطُ الْمُسْتَقِیْمِ بہت مشورہ ہے پڑھا کریں اور ہر سارا کے بعد رَبَّنَا اَلْبَسْ عَلٰی قُلُوبِنَا مِنْ عَمٰلِکَ کَمَا رَحَمْتَ رَبَّنَا اور اپنے اوقاتِ معاش و معاد کے ضروری کاموں میں یہ خصوصیت نہ کہ نفس و تعلیقِ باطن میں صرف کریں اور اہل اللہ کی محبت و خدمت اختیار کریں خصوصاً غریب و عیالیٰ رشید احمد صاحب کے وجودِ بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کہہ کر اور نعمت اسی سمجھ کر

۱۔ گمان کی باتوں میں یا کتنی مسناتی ہیں؟  
۲۔ پھر دوسرے نمبر میں قوری تحقیق مسٹر علی کے بغیر حکم نہ لگاتیں۔

۱۷۷۷ء: اشدہم کو سیدھے راستے کی ہدایت فرما۔

ہم دل کی سنگتوں سے

۵۷ اے ہمارے وہ بھادرے دلور کو شیر جانی کیجیے

۱۵ زندگی کے کام۔

کہ آخرت کے کام۔

ہے ففس کرنا کیرہ کر نے اس میں اسلامی اخلاق ہر دہہ علماء و متین پیدا کر سکتے ہیں۔

۹۔ باطن کی صفائی کرنے میں غیر اسلامی اخلاق مجرہ ہی عادتوں سے پاک صاف کرنے کی کسی پیکر کی مدد و توجہ

سے لگاتیں اے گفتگو ضلعی سہارنپور کے باشندوں نے علوم و فنون فقہ و حدیث میں پیش قدمی کی ہے

صہیت قوی النفسیت بلند یامیہ ولی اللہ حضرت کے تبلیغہ اعظم،

اللہ بڑی غنیمت کہ نعمت کی ذمہ دہست نعمت ہیں ایسا ولی پرستوں کی شکل ہے۔

ﷺ عظیم نفرت علم ظاہری و باطنی میں، اچھے مدرسے کی تقریر و ترمذی شریف و بخاری شریف

۱۔ کہ کریں اور یہاں اجمالی عقیدہ دونوں باتوں کا رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں مگر جو عیب و نقص مہرہ کر کے پیدا کرتے ہیں اور ہر عیب سے پاک ہیں۔ عاجز و ناتوان ہر عیب سے اس سے عجیب یک اور عیب والی / بنا کر بھی عیب ہے۔ اس سے عجیب پاک اور قدرت رکھنے والی ہے۔

اگلے حرف ایک عین بات جس کے سوا دوسری کسی بات کی گنجائش نہیں ان مشمولہ میں خاموش رہنا ہی ہے درہم کلی کی وجہ سے غلطیوں اور گمراہیوں کا شکار نہ ہوجائیں گے اور عجیب ترین کھڑا آقا کی پر عیب نگاہ کو ایمان سے بھی خالی نہ ہوں۔

سلسلے عیسائی پانچویں اور دسویں صدیوں پر مرکوز تھا۔ وہ بحمد اللہ ترمذی، مکی، ابی اسحاق ایک وصیت اور فتویٰ مولانا دوم کے چند اشعار کہہ کر اس اہم کمزور خیال سے بھرپور اسرار الہی اشعار پر ستم مزاحیہ عین چھپانے والوں نے وصیت اور اشعار چھوڑ دیئے اور اسرار ناقص کر دیا ہے۔ یہ ۱۵۸۸ء کے طبع شدہ نسخہ اور کتابتیں امداد سے آس کے بعد ان کو درج کیا جاتا ہے۔

ان سے نہیں دہکتا حاصل کریں کہ مولوی صاحب موصوفت جامع کمالات  
 لاہری و باہنی کے ہیں اور ان کی تحقیقات غرضیہ نسبت کی راہ سے ہیں بزرگ سبھی  
 شہیدانہ نفسانیت نہیں۔ یہ وصیت تو مولوی صاحب کے خالین کو ہے، اور  
 جو موافق اور معتقد ہیں، ان کو چاہیے کہ مولوی صاحب کی مجلس میں ایسے  
 قصور کا تذکرہ نہ کریں اور اپنے جھگڑوں میں ان کو مشترک نہ لیا کریں  
 اور سب پر لازم ہے کہ مفت کی بحث و تکرار میں عمر عمر نہ کو تلف نہ کریں کہ  
 محاب ہے محبوب حقیقی سے

چہ سون گفت مہلول فرخزہ نو ۶ جو بگداشت بر عارف جنگ جو  
 گرین دمی درست لبناختے ۷ بر بیکار و تنہ نہ پرداختے  
 و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلق محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین ۸

فَقَطْ

۱۰۰

محمد امداد اللہ  
چشتی و نادرانی

اشعار شنوی معنوی و تمثیل اختلاف  
از حقیقت ناشناسی

پیش از اندمانہ سار یک بود  
عرقہ را آورده بودندش بنور  
از برائے وندش مردم بیلے  
اندان خلعت ہی سندر کے  
دیگہ نشن ہچتم چوں مکن نبود  
اندراں تار کیخس کفت می بسود  
سجہ یکے را کف بجز طوم با نقاد  
گفت ہمون تاودالشت نہاد  
سجہ یکے را دست ہر گوشش دید  
آن ہر چوں بادبزن شد پدید  
انجھ یکے را کف چہرہ یایش بسود  
گفت شکل پسیل دیدم چون نمود

لئے حقیقت کے معنوں کو سمجھنے کے لیے دوسرے اختلافات پر سولہ کی کتاب میں ہم لانا دو گئے ہیں اس اشعار  
میں ہر مصرعے میں خاص عام سے اختلاف حقیقت پر معلوم ہونے سے ہوتے ہیں۔ اگر باقی نصیرت  
میں اصل پر اور سب مسائل کی حقیقت و وضع ہوا ہے۔ جیسے کہ اس مثال میں ہے کہ اختلافات دو دھڑوں کے خلاف  
ہے۔

لے ایک شخص ایک اندھیرے گھر میں تھا کوئل کو کہ کھانے کے لئے بندو بنی لوگ آئے لاسے نئے  
سلے اس کے بجائے کئے بہت سے آگے تھے۔ مگر ایک اسی اندھیرے مہیا بیخ بیچنے گیا۔  
اسے حجب کے لاکھ سے دیکھ لینا ممکن نہ تھا، اس اندھیرے میں کسی ایسی پر ہند بھیرا  
تھا، نہ نہ تھا۔

۱۱۔ ان میں سے ایک کا ہاتھ سونڈ پر پڑا، تو کہلا اس کے ذات کو پر نالہ کی طرح ہے۔  
۱۲۔ ایک کا ہاتھ اس کے کان پر پڑ گیا تو اٹھ اُس طرح کے طور پر ہر جوا۔  
۱۳۔ ایک کا ہاتھ جب اس کے پاؤں پر چلا تو کہنے لگا۔ میں نے دھن کی شکل متوں جیسی  
دیکھی ہے۔

سلطہ گزٹلان پڑا ہے غلاموں کو لکھا ہے بیکہ اپنی ہر عادت پیش کر کے اصلاح  
کرائی جائے رحمانی مقصد سے عفت کا اور حقیقی منہ پر تقویٰ کا بعد عادت حاصل کریں تو سہا پے  
کلمہ بحث کرنے میں غرضانی ہوتے ہے ذکر میں ہر وقت لگے کویت نام ہے پیر کا مہم کا کہے اور کج  
بات کی تحقیق کلمہ لے کر غصہ و فساد کلمہ لے،  
شعہ حضرت پہلوں ہر بار کا قاتل واسے بزرگ نے حبیب دیکھی اور کلمہ لے والے صوفی پر گداسے  
تھے، کیا اچھی بات فرمائی،  
مٹے اگر یہ محبت اہل کا و عریض اور دست کو پہنچاں دیا تو دشمن سے لڑائی جھگڑے میں نشانی نہ رہتا کیونکہ  
اتنی درویشی غفلت کبھی ہر داشت نہ رہ سکتی۔

آن یکے بر پشت او بناد و سرت گفت خود این پیل چوں تخته بر سرت  
 پنجین بر یک بجز و سے چوں رسید فهم آن می کرد و هر جامی نغید  
 از نظر که گفتن شان بد مختلف آن یکے و الش لقب داد آن الف  
 در کف هر کس اگر شے بدے اختلاف از گفتن شان چون شدے

چشم حسن به چون کف دست است پس  
 نیست کف را بر ہم آن دسترس!

(رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ)

تم

لے ایک نے اس کی کر در جہا تہ دیکھا، بلکہ یہ باطنی تو خود ایک تخت کی مانند ہے۔  
 لے ایسے ہی ایک ایک اس کے ایک ایک جہ پر جب پہنچا، اس کو وہ سمجھتا، اور ہر جہ پر  
 نشا اکوٹا تھا۔

علمہ نظر کہ جگہ کی وجہ سے ان کی بات الگ الگ تھی، کہ ایک وال کہتا تھا، ایک الف، یعنی کوئی  
 کچھ کوئی کچھ، (ہر ایک کی نظر ایک ایک جگہ پڑی تھی)  
 تھے اگر ہر شخص کے ہاتھ میں ایک ایک تھی ہوتی، قرآن کی گفتگو سے اختلاف باہر جہا یعنی ایسے  
 ہی اگر لوگوں کو باطنی عبرت حاصل ہوتی ہر شخص غلو اور غلط فہمی سے بچنے پر حق بات پر  
 پہنچ جائیں، لہذا باطن کی تہ نگہ سب کو جان کوئی چاہئے۔

ھے یہ حق آ کہ بھی ہاتھ کی تحصیل کی ہی طرح ہے، فقط تھیل کی ہی پڑے باطنی پر پہنچ نہیں  
 ہوتی، ایسے ہی ہاتھ پر ہی ہاتھ کی تحصیل تک پہنچ نہیں ہوتی، آ کہ باطنی بصیرت کی ہی حقیقت  
 تک پہنچ جاتی ہے۔ وہ ہر جہ سے پاک اور ہر چیز کے اس کی حقیقت اور مرتبہ پر درک مستحق،  
 یہ ہر جوان لوگوں کی نظر حق ہے، کوئی کسی جہ کو پورا دین سمجھتا ہے کوئی کسی کو؟

## تتمہ وصیت

حکماء نے اعظم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی و حضرت مولانا  
 محمد تقی صاحب (بانی دارالعلوم دیوبند) کی پیروی کا حکم حضرت قطب عالم حاجی  
 صاحب قدس سرہ نے اپنی کتاب ضیاء القلوب کے آخر میں فرمایا ہے =  
 و نیز ہر کس کہ ازین تغیر محبت و عقیدت و ارادت و مولوی رشید احمد  
 صاحب سلمہ و مولوی محمد تقی صاحب سلمہ را کہ جامع جمیع کمالات علوم ظاہری  
 و باطنی اند بجا ہے من را تم از ان بلکہ بمدارج فوق از من شمار اند اگرچہ  
 نبی ہر معاملہ بر عکس شد کہ اوشان بجائے من دمن بمقام اوشان شدم۔  
 و صحبت ایشان را غنیمت و اند کہ اینچنین کسان درین زمان نایاب  
 اند و از خدمت بابرکت ایشان فیضیاب بروہ باشند و طریق سلوک  
 کہ درین رسالہ فرشتہ شد از نظر شان تحصیل نمایند انشاء اللہ تعالیٰ  
 بے بہرہ نخواہند ماند۔

اللہ تعالیٰ در عمر شان بزرگت و ہاد و از تہای نعمائے عرفانی و  
 کمالات قربیت خود مشرف گردانہ و ہر اوقات عالمیات و اسائنات و از نور  
 ہدایت شان عالم را منور گردانہ و تقیامت فیض اوشان جاری داراد  
 بحر منہ البقیۃ الامجاد۔ صفحہ ۵

## ترجمہ

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ جو شخص اس فیض سے محبت عقیدت اور میری

کائنات رکھتے ہیں، وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو جو کہ تمام علوم ظاہری و باطنی کے کمالات کے جامع ہیں بجا کئے مجھ راہم کے بلکہ مجھ سے بہت درجے اوپر شاندار کریں اگرچہ ظاہری میں معاملہ اس کا آٹا ہوتا ہے کہ وہ میری جگہ اور میں ان کی جگہ ہو گیا ہوں (یعنی وہ مرید اور میں پیسر ہوں)

اور ان کی صحبت کو غنیمت جانیں کہ اس زمانہ میں ایسے لوگ نایاب ہیں اور ان کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرنے والے ہوتے ہیں، اور سلوک کا طریقہ جو اس رسالہ (شفیاء القلوب) میں لکھا گیا ہے، اُن کی نگرانی میں حاصل کریں، انشاء اللہ محروم نہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں کی ہمیں برکت دیں اور تمام عرفانی نعمتوں اور اپنے قرب کے کمالات سے مشرف فرمائیں۔ اور اپنے آپ کو سچے مقلوب پر پہنچائیں۔ اور ان کی ہدایت کے نور سے سارے عالم کو نورانی بنادیں، اور قیامت تک ان

لے اس سے ظاہری سجادگی و جانی نشیئی کی بھی جلتے زمانہ دونوں بزرگوں میں سے کوئی صاحب بھی حضرت قطب کا خلیفہ میں قیام پذیر ہوتے، دیکھنے کے ان کو سجادہ یا جانشین قرار دیا نہ جائے بزرگوں میں یہ رسم ہے کہ خواہ لڑکا سبب و ناہنیں بنائیں، لڑکا بزرگ کی یاد رکھنا ہی چاہیے حضرت قطب عالم جانی تھا۔ کے پر مانی تھوڑے صاحب تھناڑ بھون کے مشرق میں میں کا ہندو تھناڑ بھون کی قیام فرما رہے۔ مگر نہ حضرت حاجی صاحب نے سجادگی و جانشینی کے لئے قیام نہ کیا نہ حضرت حافظ محمد خاں شہید نے نہ حضرت مولانا شیخ محمد صاحب نے جین پر مانی تھوڑے خلیفہ تھناڑ بھون ہی رہے نہ عبد اللہ ان کے خلیفہ نے یہ رسم جاری کی، بلکہ سنی جانشینی کے کمالات ظاہری و باطنی اور دنیاوی و دینی میں اپنے بھرت کے مطابق یہ رسم لے

لے احمد شہزادہ کا بچا قبول ہوئی، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نے دارالعلوم دیوبند کو سر قائم فرمایا میں سے فاکوں ملنے کے دین علم کے کام حاصل کر کے تمام عالم کو سجادہ کے لیے ہیں، سیکڑوں دروسے مسیہ کیوں نہیں کتب خانے لاکھوں میں انہو کتابیات اسلام اور سائنس کی دہائی کر رہے ہیں، اور ہر طرح میں دنیا کی عین کردہ ہیں وہ گاہی دے لے کہ کسی قدر نظم و ریاضت ان کے علاقوں میں ہے دین میں کہیں کے (وفاقی شہزادہ)

دونوں کا فیض جاری رکھیں۔ بحرمت نبوی و آلہ پاکت ۶

—

۳

(دوسرا صفحہ ۸ سے آگے) مسالوں میں اتنا نہیں ہے اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب کے دسی حدیث کے ذریعہ نے میں جو کچھ کہے ہیں، ترمذی شریف اور بخاری شریف کے دسی کی تقریری بلکہ مثال علوم و معارف کے خزانے میں عجیب کمالات و دقائق و حقائق پر مشتمل ہیں، عربی دان طبقہ اشخاص قابلِ کردار ہے، اور بہت سے خلفا سلوک کے گئے ہیں حضرت مولانا محمد الیاس اور ان کے صاحبزادے مولانا محمد حنیف صاحب برآمد حضرت مولانا حبیب احمد شہزادہ اور حضرت مولانا محمد خلیفہ صاحب کے سلسلہ میں کہ بہت دنوں میں تیلین عت سے بلکہ شادروگوں کی کیا بات کہے ہیں، اور محمد الامت حضرت مولانا حضرت علیہ صاحب جو حضرت قطب عالم حاجی صاحب کے خلیفہ اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب کو اپنا بزرگ قرار دیتے تھے، ایک بڑا قصانیت اور بہت خلفا اور دوسرے بہت حضرات علم و عمل کے دریا بہا رہے ہیں، اور حسب دعا ان سے کہنا کہ تمام قیامت پر سلسلہ جاری رہے گا۔

انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ کرنے کے بعد جو اسلام و اسلامیات کو نیست و نابود کرنا چاہا تھا، کتب خانے جانتے ہٹا کر تھک گیا، ان بزرگوں کی دولت، بیٹے کے دین و دنیاوی و دینیات اور دیندار بننے لگے، درود آج کوئی اسلام کی ایک بات بھی نہ دلا شہ نہ تھا، جہاں کا نہ ہو جو انگریزوں نے طرح طرح کے کیم کر لیا تھا، وہ انہو تعلیمات کہ دہانت آج بھی جو چشم و خروش کے ساتھ برصغیر میں انہو ہے، انہو اللہ تعالیٰ قیامت دے گا۔

## مکتوب مبارک حضرت حاجی صاحب

حضرت کی حیات ہی میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "البرہین القاطعہ علی غلام الاراء الساطعہ" تصنیف و طبع کرائی تھی جس میں تمام برکتوں کے دلائل کا جو افراد ساطعہ کے خلاف لے دیئے تھے قلع قمع فرمایا تھا حضرت حاجی صاحب نے ایک مترض کے اس کتاب پرچہ اعتراضوں کا جواب تحریر فرمایا، جن میں سے دو اعتراض و جواب اس سالہ سے بھی تعلق رکھتے ہیں وہ درج کئے جاتے ہیں مکتوب مبارک کی مسند اور باقی تفصیلات البراہین القاطعہ کے آخر سے دیکھی جاسکتی ہیں ان دو جوابوں اور کتاب کی تقریظ و تریف سے بھی ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت قدس سرہ کا مسلک کیا تھا، آخر "ہفت مسئلہ" اس کا اجمال ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہ شرح اسی کی موافقت نہ کر کے لئے پیش کی گئی ہے۔

نحمدہ اللہ العظیم القدیر الدیانت الذی  
کشف بحفی فضله علی من اصطفاہ من عباد  
حقائق العلوم والدیانت وفضلہ علی عبادہ الذین اصطفاہ لاسیما علی  
اشرف الرسل والانبیاء سیدنا محمد المصطفیٰ والہ واصحابہ النجباء والانتہا  
اما بعد اذ فقیر ابداء اللہ حیثی فاروق عفا اللہ عنہ خدمت مروری ذمیر احمد خان  
صاحب بیدار سلام تحمید اسلام اکرم آپ کا خط آیا، مضمرن سے مطلع ہوا، ہر چند  
کہ بعض وجوہ سے عن تحریر جواب نہ تھا مگر غرض اصلاح اور توضیح مطلب الہامین  
- فاطمہ بالا احتیاطاً کچھ لکھا جاتا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ نعمت پہنچا دے۔ ان اربید

الا والاصلاح ما استنطعتہ وما توفیق الالباب للہ

جواب اولیٰ واضح ہو کہ امکان کذب کے جو معنی آپ نے سمجھے ہیں وہ قر  
بالاتفاق مردود ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف وقوع کذب کا قائل ہونا باطل ہے اور مثلاً  
ہے۔ نفس صریح ومن اصدق من اللہ حدیثاً۔ وان اللہ لا یخلع المیثاق  
و غیر ہا، آیات کے، وہ ذات پاک مقدس ہے ثابہ نقض و کذب وغیرہ  
و خلاف عمل کا جو دربارہ وقوع و عدم وقوع خلاف و عید ہے جس کو صاحب براہین  
قاطعہ نے تحریر کیا ہے۔ وہ دراصل کذب نہیں صورت کذب ہے۔ اس کی تحقیق  
میں خلل ہے۔ الفاضل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ  
ہے، یعنی اللہ جو وعدہ و وعید نساہت یا ہے۔ اس کے خلاف پر بھی قائل رہے  
اگرچہ وقوع اس کا نہ ہو، امکان کو وقوع لازم نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شے  
ممكن بالذات ہو اور کسی وجہ خارجی سے اس کو استحالہ لاحق ہو، چنانچہ ابل عقل  
پر مبنی نہیں۔ پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام صوفیائے کرام و علمائے عظام  
کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے پس جو  
مشبہات آپ نے وقوع کذب پر مرفوع کئے تھے۔ وہ مندرجہ ہر گز کیونکہ وقوع  
کا کوئی قائل نہیں۔ یہ مسئلہ دقیق ہے۔ عوام کے سامنے بیان کرنے کا نہیں۔ اس کی  
حقیقت کے اور آگے سے اکثر ائمائے زمانہ قاصر ہیں آیات و احادیث کثیرہ  
یہ مسئلہ ثابت ہے۔ ایک ایک مثالی قرآن و حدیث کی کھجی جاتی ہے۔ ایک جگہ  
اوشا دہاری ہے۔ قل هو اللہ احد علی ان یبعث علیکم عذاباً الّٰہیہ۔ (اور  
دوسری جگہ فرمایا۔ وما کان اللہ لیعدہم عذاباً فیہم الّٰہیہ آیت  
شامیں میں نفی وقوع عذاب کا وعدہ فرمایا، اور ظاہر ہے کہ اگر اس کا خلاف ہو  
تو کذب لازم آئے گا۔ مگر آیت اولیٰ سے اس کا تحت قدرت باری تعالیٰ داخل

ہونا معلوم ہوا پس ثابت ہوا کہ کذب داخل قدرت باری تعالیٰ محل و علی ہے  
کیوں نہ ہو، وہو علی کل شیء قدیر۔ احادیث کو دیکھئے کہ عشرہ مبشرہ مثلاً بالیقین  
یعنی باشند نبوی جو حقیقہ دلی الہی ہے ہر جگہ، ہر جگہ صحابہ کرام جانتے تھے کہ خدائے  
پاک عبود نہیں، اس لئے نظر بقدرۃ و علما کبرائی ڈرتے ہی رہے بلکہ خود درگاہِ نبوت  
علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات جن کی شان میں یغفر لہ اللہ صانت و من  
ذنبک و مانا خوب فرماتے رہے۔ واللہ ما ادری زانا رسول اللہ ما یفعل فی  
ولا بکم اسکا قال۔ واللہ تعالیٰ یحق الحق وھوی یمھدی السیلہ

**جواب ثانی** (چونکہ اس کا تعلق براہین قاطعہ سے نہیں ہے اس رسالہ سے نہیں)  
اس لئے درج نہیں کیا جاتا، براہین کے آخر میں سے دیکھا جاتے۔  
**جواب ثالث** اس طرح صاحب براہین قاطعہ نے فتنہ ذکر میلاد کو عبودیت  
ضلالت نہیں کہا، قبر و ذات زائدہ مخرج نہ کہہا ہے۔ اور نہ نفسی ذکر و تلبیہ  
کرنے والوں کو ہندو و روافض لکھا بلکہ عقیدہ باطل پر حکم حرمت و مشابہت  
روافض و ہندو کا لگایا جائے، چنانچہ خود فتویٰ جناب مولوی احمد علی صاحب رحم  
اور مولوی رشید احمد سید میں، یہ امر صرح موجود ہے کہ نفس ذکر میلاد کو کفر  
باعث حسد ہے پرکات کہتے ہیں، اور براہین قاطعہ میں مکرر اس کو ظاہر کیا ہے۔  
انصاف مشروط ہے۔

**جواب رابع**۔ جواب خامس۔ جواب سادس (ان کو بھی اس کتاب  
سے تعلق ہے اس رسالے سے نہیں) اس لئے نقل نہیں کئے گئے، وہاں دیکھئے  
جا سکتے ہیں) فقط !

## ضمیمہ فیصلہ ہفت مسئلہ

از حکیم الامت محمد الکت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی اصل ہفت فیصلہ

بعد الحمد والصلوٰۃ اشرف علی تھانوی خادم آسائہ حضرت شیخ المشائخ سید السادات  
میرزا الخافض الحاج الشاہ محمد امداد اللہ صاحب مہرعت برکاتہم اپنے پیر بھائیوں اور  
دیگر ناظرین فیصلہ ہفت مسئلہ کی خدمت میں عرض و ساجد کہ رسالہ ہفت مسئلہ جو میرزا  
اس کے کہ کہ بوجہ منع تو ہی جہانگیر حضرت ممدوح کو خود قلم مبارک سے لکھنے میں تکلف  
ہوتا ہے بلکہ حضرت ممدوح بعبادت اس خادم کے بغرض تھے کہ بعض مسائل تحریر ہو کر  
تقریباً عرصہ چار سال کا ہوا کہ شائع ہوا ہے، چونکہ بعض مباحثوں کو اس کے مقصود صافی  
سمجھنے میں غلطی ہوئی، اور حضرت ممدوح کو کلی الاطلاق ان اعمال وغیرہ کا بوجہ قرار  
دیا، یہ بالکل خلاف واقعہ ہے، اس لئے عرض تیر خواہی کہ نظر سے حضرت صاحب  
کی عرض اور تحقیق کا اظہار ضروری سمجھ کر احاطاج عام دیتا ہوں تاکہ کچھ کوشش و تفسیر

لے کو کسی غیر واجب کہ واجب غیر ثواب کو ثواب سمجھنے کے اندر نہ لگیں اور جب تک ہر شخص  
حراس درست اور عمدہ دہی نہ ہوتا تحقیق نہ ہوا ان پر اعتراض نہ کیا جائے۔ دوزن طرفہ کے طور ختم  
کئے جاتیں۔  
لے ہر طرح خواہ کسی عقیدہ سے اور کسی غیر واجب کو واجب غیر ثواب کو ثواب سمجھنے سے ہر  
کلمہ جائز کہنے والا۔  
کلمہ حق بات چھپانے !

کے گناہ سے اور دوسرے صاحبوں کو القاب لیس و اشباہ سے نجات ہو۔ غلام ہر سب  
کریہ امور و اعمال جس بینات و کیفیت سے مزوج و شائع ہیں۔ اکثر عوام یا مفسدین  
جہلائے ہند وستان اس کے سبب افراط و تفریط مفاسد اعتقادی و عملی میں مبتلا  
ہو جاتے ہیں جن کا تجزیہ و مشاہدہ ہر عاقل فہیم مصنف کو سکتا ہے۔ مثلاً مولیٰ میں بعض  
نفی و کفر کو مذکور کیا اور ترک قیود سے دل تنگ ہونا ایصال قراب کے طرق میں علاؤ  
سنا کر قیود کے اگر اولیاء کی روح کو ہوتا ان کو حاجت و واسپنا اور ترک امتزاج  
میں ان سے ضرورتی کا خوف کرنا اور اگر عام انسان کی روح کو ہوتا اکثر قصد  
نام برستی ہونا اور وطن و تشنیت سے ٹوڑنا اور سماع میں زیادہ مجمع اہل ہر و باطل  
کا ہونا اور بار بار دوشائے اشتیاق و اعراض میں اول تو تشنیت و غبار کا سمجھنا ہونا اور یہ  
مجھ نہ ہو تو ادا سے دم کی ضرورت کو فرضی دام کرنا، پڑھنے والوں کا اکثر خدا و شیرینی  
کے لئے باور جاہت و داعی کی وجہ سے پڑھنا۔ ندامت غیر اللہ میں بعض کم فہموں کا

۱۔ حق ناحق کے مخلوق ہونے اور شہر پر پڑنے سے۔

۲۔ ہر طرح کے مقیدوں اور عیون کی خرابیوں میں۔

۳۔ تکلیف دہی یا واجب،

۴۔ قیدوں کی ضرورت یا واجبیت اور مینے کے۔

۵۔ حاجتیں پوری کر دینے والا۔

۶۔ نقصان و تکلیف پہنچانے کا

۷۔ نام اور نہا کرنا فقر و محنت

۸۔ بے ادبھی کے رشکے اور غروروں سے۔

۹۔ مل جل کر مشرک ہونا۔

۱۰۔ کیمبر گناہوں میں خفیہ یا علی الاعلان مبتلا لوگ۔

۱۱۔ چاہے سوری قرض لینا ہو کہ وہ حرام اور بے سوچا ہے ضرورت گناہ

۱۲۔ ملانے والا

مناوی کو تشریح و تفسیر جاننا کام پورا ہو جانے پر ان کو ناغہ و متفرق سمجھنا جہاں اولیٰ  
ثانیہ سے اکثر جماعت اولیٰ میں سستی کو ناحقہ و زلل میں جماعت اولیٰ کو فروغ  
کر دینا اور اس پر متاسف نہ ہونا۔ انجیر کے شٹوں میں باوری تعالیٰ کے عجز  
کا اعتقاد کر لینا۔ اور اسی طرح کے بہت سے مفسدین جن کی تفصیل استغفر  
و متبع سے معلوم ہو سکتی ہے۔ سو حضرت ممدوح ہرگز ہرگز ان مفسد کو یا انکے  
مقدرات و اسباب کو جائز نہیں منسب کرتے حضرت ممدوح پر ایسا گمان کر کے  
علی الاعلان ان امور کے جو افسوسناک ہیں یا حضرت ممدوح سے تشریح  
کر لینا حضرت ممدوح کے کمال اتباع شریعت اور اپنی کی تقریر و پذیرگی فرض  
سے ناواقف ہے۔ خلاصہ ارشاد حضرت ممدوح کا یہ ہے کہ جس شہ و مند  
کے ساتھ تھی ہر امور کو گن میں شامل ہیں، وہ بدعت ہیں۔ کیونکہ اس رسالہ میں ممدوح  
ہے کو غیر دین کو دین میں داخل کرنا بدعت ہے سب کو گناہ ان قیود کو جو فی اللہ مباح ہیں مگر اللہ

۱۔ جس کو بیکار جلنے ان کو خبر پانے اور قدرت رکھنے والا جاننا۔

۲۔ آواز و ذکر، بے والا۔

۳۔ افسوس و رنج کرنے والا۔

۴۔ جمادات کی صورت عاجز ہونے کا۔

۵۔ غم و غم و غم

۶۔ خساریوں،

۷۔ وہ باتیں جن پر یہ متوف ہیں ان کے سبب و دریلے ہیں۔

۸۔ ہر ہر طرح سے۔

۹۔ دلیل لینا۔

۱۰۔ براعت و دھوکا،

۱۱۔ رسالہ والی دلی کی قبول تقریر کا اصل غرض دونوں طرف کے غلو کو دور کرنے سے ناواقف۔

۱۲۔ اپنی ذات میں،

۱۳۔ تکلیف دہی و واجب

کرتے ہیں، وہی غیروہین کو دین میں داخل کرنے والے ہیں۔ اس مرتبہ میں مانعین حق پر ہیں۔ اور بلا التزام قیود و رسوم و لزوم مفاسد اختیار کیا نہ کر لینا در اور احیائ نہ کرنا یہ مباح ہے اس کو حرام کہنا مانعین کا تشدد ہے۔ اس مرتبہ میں جو اذحق ہے بایں مٹنے و دونوں کو آپ نے حق پر فرمایا چنانچہ بعض اکابر مخصوصین کے پاس جو حضرت مدوح کا والا نامہ مہری آیا تھا، اس میں یہ لفظ موجود ہیں کہ نفس ذکر مند وثب اور قیود بدعت ہیں۔ اسی طرح دیگر باقی مسائل میں تفصیل ہے جو اصول شرعیہ میں غور کرنے سے مفہوم ہو سکتے ہیں۔ اس توضیح کے بعد کسی کو اشتباہ والہاس کا عمل باقی نہیں رہ سکتا، اگر رسالہ ہذا کی کوئی عبارت اس تقریر مذکور کے خلاف پائی جائے وہ اس خادم کی عبارت کا قصور سمجھا جاوے، اور حضرت صاحب دامت فیوضہم و برکاتہم کو بالکل برا اور منزہ اعتقاد کیا جاوے۔ وعلینا الالبانہ۔

۱۲ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ (اشرف السوانح ج ۳ ص ۴۹)

۱۔ دو کئے والے،

۲۔ قیود اور رسوم کو لازم و واجب بنائے بغیر۔

۳۔ بلا خرابیاں لازم آگئے۔

۴۔ کبھی کبھی۔

۵۔ دو کئے والوں کی سختی ہے۔

۶۔ مستحب،

۷۔ سمجھی جاسکتی ہیں اور اب حاشیہ میں صاف لکھ دی گئی ہیں۔

۸۔ مشہور پڑنا اور حق بات کا مخلوط ہونا۔ ان کا حلقہ۔

۹۔ بری و نیک !

## امام الشریعت الطریق حضرت اقدس مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کا ارشاد

فتاویٰ رشیدیہ محبوب ص ۱۱۳ پر ہے۔ سوال۔ رسالہ ہفت مشرک مطبوعہ نقلائی جو کہ حضرت حاجی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے منسوب ہو کر شائع ہوا ہے۔ یہ نسبت حاجی صاحب سلمہ کی غلط ہے یا نہیں، کیونکہ اس میں تائید اہل بدعت اور اہل بدعتی علمائے محققین کی مخالفت ہے یہ مفصل کیفیت سے جو برادر شاد قریا میں۔ (اذ عزیز الدین صاحب مراد آبادی)

جواب ہے: رسالہ ہفت مشرک میں ارکان کذب و ارکان نفیر میں تو کوئی امر ایسا نہیں لکھا کہ کسی کے خلاف ہو بلکہ اس کے ارکان کا اقرار اور اس کی بحث سے احتراز لکھا ہے، تو اس میں کسی اہل حق کی مخالفت نہیں، اور مسئلہ تکرار حجت میں بسبب اختلاف روایات فقہ فریقین کو نزاع سے منع کیا ہے کہ مسئلہ مختلف میں مخالفت کرنا مناسب نہیں اور مسئلہ نداء غیر میں صاف حق لکھا ہے کہ

۱۔ یہ خطری نظریہ نہیں جبکہ تمام رسالہ کو غور سے ادا اس کے اشارات کو سمجھ کر پڑھ لے چونکہ خطری سلمیٰ نعرے ایسے شبہات برتتے تھے اس لئے حاشیہ میں ہر جگہ اس کو نکال دیا ہے۔

۲۔ حق تعالیٰ سے واقع کے خلاف کا کہن مکن ان کو اس قدرت ہے کہ وہ یہ کہیں گے۔ ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کا اللہ تعالیٰ سے بننا ممکن تو ہے ان کو اس قدرت قریبے مگر ختم بقیۃ و غیرہ وعدوں کے خلاف چونکہ ایسا نہیں کریں گے۔

۳۔ چھٹا !

۴۔ اختلافی کراچ و مرجع کا اختلاف ہے !



نہا غیر اگر حاضر و علم غیب جان کر کرے بگاؤ شرک ہوگا اور جو ہے اس کے شوق میں کہتا ہے تو مذکور ہے، لہذا رہیں اور جو بدرون عقیدہ و شرک ہے کہ سمجھ کر کہے کہ شاید ان کو حق تعالیٰ خبر کر دیں تو نکال مثل قرض میں خطا و گناہ ہے مگر شرک نہیں، اور جو نفل سے محبت ہو جیسا صلوة و سلام بخیرت فخر عالم علیہ السلام کے ملائکہ کا پہنچنا تو وہ خود ثابت ہے، سو یہ سب حق ہے۔ اس میں کوئی اہل حق و خالص اس کے نہیں کہتا۔ اب بسے تین مسئلے قیوم مجلس مولود کے اور قبول ایصال ثواب کے اور عرس بزرگان دین کا کرنا، تو اس میں وہ خود کہتے ہیں کہ دراصل یہ مباح ہیں اگر ان کو مسکت یا ضروری جانے بدعت و تعدی حدود اللہ تعالیٰ اور گناہ ہے اور بدرون اس کے کرنے میں وہ مباح کہتے ہیں۔ ہم لوگ منع کرتے ہیں تو دہم یہ ہے کہ ان کو رسوم اہل زمانہ سے خبر نہیں کہ یہ لوگ ان قبول کو ضروری جانتے ہیں۔ لہذا باعتبار اصل کے مباح کہتے ہیں۔ اور ہم لوگوں کو عادت عوام سے متحقق ہو گیا ہے کہ یہ لوگ ضروری اور مسکت جانتے ہیں لہذا ہم بدعت کہتے ہیں پس فی الحقیقت مخالفت اصل مسائل میں نہیں مگر یہ سب حکم

۱۔ حدیث شریف کے بیان سے ہوتے تو کسے خلاف نہیں کہ حدیث شریف میں صرف دو دو سلام کا پہنچنا آیا ہے۔ ان کے علاوہ کسی بات میں یہ سمجھت خلاف دلیل ہے۔  
۲۔ حدیث مشرعیہ۔

۳۔ کثرت تہنیت ہو بلا کر ہر صفت و اذات شریف کا ذکر بہت کم ہو وغیرہ ایسی ہی ایصال ثواب عرس کی قیدیں۔

۴۔ اذت تعالیٰ کی مقرر کردہ حدوں سے گزر جانا ہے۔

۵۔ حضرت خدیجہ عالمہ عہدہ مکہ مکرمہ شریفین دیکھتے تھے۔ ہندوستان کے لوگوں کا حال معلوم نہیں ہوا کہ لوگ ان سب قیود کو واجب سمجھ کر کرتے ہیں کہ کوئی طرح نہیں کرتے کہ کبھی کوئی بگاڑی نہ کرے، تاکنناہست،

۶۔ گناہ کے لوگوں کے حال کے معلوم ہوتے ہیں کہ ہر ایک ہندوستان والوں کو بھی کفر لین کے جیسا خیال کو لیا۔

علم حال اہل زمانہ کے یہ امر واقع ہو گیا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسا امام صاحب نے ایکٹ۔ عبادی کو ایک حکم دیا اور صاحبین رحمتے دوسرا حکم یہ سبب اختلاف صاحبی کے ہوا ہے کہ امام صاحب کے وقت میں ان کا حال اہل کتاب جیسا تھا اور صاحبین کے وقت جو گس جیسا۔ پس اختلاف اصل مسئلہ کا نہیں، بلکہ جو حال اہل زمانہ کے ہے۔ ایسا ہی دیگر مسائل میں ہے۔ بس ایسا ہی ان تین مسائل ہفت مشرک میں سمجھو۔ ورنہ حضرت سلمہ کے عقائد ہرگز بدعت کہتے نہیں ہیں کہ اہل فہم و دانش خود عبارت رسالہ سے سمجھ سکتا ہے۔ لہذا گفتا ہوں کہ یہ رسالہ ان کا لکھا ہوا نہیں۔ کسی نے لکھا ان کو عطا دیا، انھوں نے اصل مطلب کو دیکھ کر باحتیاط کی تصریح کر دی اور حال اہل زمانہ سے خبر نہ برنی فقط واللہ تعالیٰ اعلم!

رشید احمد عفی عنہ

۱۔ یہ دونوں کا ایک مفسر ہے

۲۔ آتش پستون جیسا

۳۔ اس معذومہ کے لئے اس وقت حدیث میں ظاہر کیا ہے۔

۴۔ جائز ہونے کے۔

۵۔ زمانہ والوں کی جانب سے کہ انھوں نے ان باتوں کو واجب بنا رکھا ہے

## ایک خواب بشارت

قطب عالم حضرت حاجی صاحب کے خلیفہ مولانا محمد قاسم صاحب کے  
صاحبزادہ کا خواب حضرت حاجی صاحب کی حیات میں

اشرف السوانح جلد سوم میں حضرت گنگوہیؒ کے مذکورہ بالا فتاویٰ رشیدیہ والا مضمون کا سوا الودیکر حضرت تھانوی نے اپنا تھیمید جو اوپر مذکور ہو چکا ہے، ذکر فرما کے آگے لکھا ہے:

نوٹ : یہ دونوں ضخیم تر و تراعد شرعیہ پر مبنی ہیں۔ اب ان کی تائید ایک روایت سے جس کا لقب حدیث میں مستشرقین نے یہ ہے۔ فصل کی جاتی ہے۔ صاحب روایت جناب مولانا حافظ محمد احمد صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ ہیں اور صاحب روایت ان کے خلف الصدق مولوی حافظ قاری محمد طیب صاحب مہتمم حال مدرسہ موصوفیہ ہیں۔ دیکھ ہندہ بعین عبادۃ الراوی وی روایت علیہ مستند علی حاشیہ غریبہ۔

(منجدہ و فصلے)۔

اسے دیکھ کر وہ کہتا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا اُسے مجھے بھی دیکھا کہ شریفیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے خواب میں نبیؐ کو دیکھا۔  
 اُسے خوش خبری دینا، حدیث شریف میں کہ اجزاء کے بہت میں سے، فیک خواب ہی باقی رہ گئے ہیں۔  
 سلف خواب دیکھنے والے،  
 کہتے خواب کو صفت غنائی سے روایت کرتے: اسے ا  
 شہ اور وہ خواب پرے سے کہ اداوی خواب مولانا غفریہ کی کہیں جہاں میں اور خواب بڑھاپہ اور عین غریبہ شریفیوں میں ہے

آحقرنے اپنے حضرت والد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے زین کا واقعہ سنا ہے :

فرماتے تھے کہ جس زمانہ میں فیصلہ ہفت مشکو چھا، اور اس کی نسبت حضرت رشید  
 حاجی امداد اللہ قدس سرہ کی طرف تھی۔ اس نے ہم لوگوں کو سخت فتنہ پیش آئی  
 مخالفت کر نہیں سکے تھے اور مخالفت میں حضرت کی نسبت سامنے آتی تھی۔ میرا اتنی تھی  
 اسی دوران میں میں نے حضرت والد صاحبؒ نے خواب دیکھا کہ ایک بڑا دیوانہ  
 ہے اور اس میں حضرت حاجی صاحبؒ تشریف رکھتے ہیں، میں بھی حاضر ہوں اور  
 ہفت مشکو کا تذکرہ ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ ارشاد فرما رہے ہیں کہ بھائی علماء  
 اس میں تشدد کیوں کر رہے ہیں۔ گنجائش تو ہے۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ حضرت  
 گنجائش نہیں ہے۔ ورنہ مسائل کی حدود و لوٹ جائیں گی۔ ارشاد فرمایا کہ یہ تو تشدد  
 معلوم ہوتا ہے۔ میں نے پھر بہت ہی اذہب سے عرض کیا کہ حضرت جبرک بھی ارشاد  
 فرماتے ہیں درست ہے بلکہ حضرات فقہا تو اس کے خلاف ہی کہتے ہیں۔

حضرت والد صاحب فرماتے ہیں کہ خواب میں رتہ قلعہ بھی کر رہا ہوں،

۱۰۰ تنگی

[illegible]

۱۔ ان کے رویہ و اشکال :

لیکن حضرت کی عظمت میں ایک رتی برابر فرق نہیں دیکھتا تھا۔ اسی رد و تدح میں آخر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اچھا بات مختصر کرو اگر تو مجھے صاحب شریعت فیعل فرما دین پھر میں نے عرض کیا کہ حضرت اس کے بعد کن کی مجال ہے کہ خلاف چل سکے، فرمایا کہ اچھا اسی جگہ خود حضرت صاحب شریعت ہی ہمارے تہانے زمین میں فیعل فرمائیگا والا صاحب نے فرمایا کہ اس بات سے مجھے بے غایت مسرت ہو رہی ہے کہ آج الحمد للہ حضرت صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی اور اسی کے ساتھ حضرت حاجی صاحب کی عظمت اور زیادہ قلب میں بڑھ گئی کہ حق تعالیٰ نے ہمارے بزرگوں کو یہ درجہ عطا فرمایا ہے کہ وہ اپنے معاملات میں براہ راست حضورؐ کی طرف رجوع بھی کر سکتے ہیں، اور حضورؐ کو اپنے یہاں بلا بھی سکتے ہیں۔

مختصری دیر میں حضرت حاجی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ لو تیار ہو بیٹھو۔ حضور تشریف لا رہے ہیں۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ دیوان خانہ کے سامنے ایک عظیم الشان جمع نہاں ہوا، قریب آٹھ سو پینے نے دیکھا کہ آگے آگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور پیچھے پیچھے تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی ہے حضور کی شان ہے کہ حلیہ مبارک ہو جو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ علیہ کا ہے۔ فیض کا کرتہ باریک بلا کسی بنیاد وغیرہ کے زیب تن ہے جس میں سے بدن مبارک چمک رہا ہے۔ گویا شامیں سی پھوٹ رہی ہیں۔ سر مبارک پر ٹوپی پنجہ کلیہ ہے، جو سر پر کا نوئی تک منڈھی ہوئی ہے۔ اور چہرہ انور نہایت مشرق اور اس قدر چمک رہا ہے جیسے

لے کہ غالب تم کی طرح سوخت نازدہ حاصل کرنے کے لئے جتنی۔

۱۳۰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم؛  
۱۳۱ رسول کریم کے تہاں بھی کراکتے ہیں کہ لہر کرامت و دیان کے جہاں آٹھ جاتے ہیں اور حضور  
انتہا کی کرم سے قدم و دیان بھی ہو جاتے ہیں۔  
۱۳۲ لے روشن؛

جگہ پر اکٹھا ہونا ہوتا ہے۔ حضورؐ حجب دیوان خانہ میں داخل ہوئے تو حضرت حاجی صاحبؒ نے خود ایک کونہ میں ادب سے جا کھڑے ہوئے اور میں ایک دوسرے مقابل کے کونہ میں ادب سے بیٹھ گئے۔ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ حضورؐ کو کارہ کاٹ کر میری طرف تشریف لائے اور بائیں ٹہرے قریب پہنچ کر میرے کندھے پر دست مبارک رکھا اور زور سے فرمایا کہ حاجی صاحب یہ لڑکا جو کچھ کہہ رہا ہے درست کہہ رہا ہے۔

اس پر تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اور ساتھ ہی حضرت حاجی صاحب کی عظمت اور بھی زیادہ بڑھ گئی کہ ہمارے بزرگوں کو اللہ نے کیا تہ عطا فرمایا ہے کہ حضورؐ کے بے تکلفی سے تشریف لائے، اور کس بے تکلفی سے انہیں مخاطب فرمانے ہیں۔

اور حضرت حاجی صاحب کی حالت یہ ارشاد و مبارک مشن کر رہی ہوئی کہ بجائے درست بجائے درست کہتے کہتے جھکتے ہیں، اور اپنے قدموں کے قریب کبھی سر نہیں کر پھر سید سے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور پھر بجائے درست بجائے درست کہتے کہتے اسی طرح جھکتے ہیں اور پھر سید سے کھڑے ہوتے ہیں۔

ساتھ مرتبہ اسی طرح حضرت حاجی صاحب نے کیا، اور مجلس پر سکون کا عالم ہے۔ سارا مجمع کھڑا ہے کہ حضورؐ ہی خود کھڑے ہوئے ہیں۔ حجب یہ سب کچھ ہو چکا۔

۱۳۳ خالص سوزا۔

۱۳۴ لے سید سے کہ تندرستی کی طرح مسیدھا ہو۔

۱۳۵ دعب کی دھ سے۔

۱۳۶ جیسے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے خطاب فرمانے کے اوقات حدیثوں میں آتے ہیں۔

۱۳۷ مجھ کوئی اور فنا کا یہ درجہ چھوڑا۔

تو والد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کی یہ شفقت و غایت دیکھ کر  
جرات کی اور عرض کیا کہ حضورؐ حدیثوں میں جو حلیہ مبارک ہم نے پڑھا ہے اس  
وقت کا تو حلیہ مبارک اس کے خلاف ہے۔ یہ تو حضرت گنگوہیؒ کا حلیہ ہے۔ ارشاد  
فرمایا کہ اصل حلیہ ہمارا وہی ہے جو تم نے حدیثوں میں پڑھا ہے۔ لیکن اس وقت  
ہم نے مولانا گنگوہیؒ کا حلیہ اس لئے اختیار کیا کہ تمہیں ان سے محبت و مناسبت  
ہے۔ اس جواب پر مجھے حضرت گنگوہیؒ سے اور زیادہ محبت و عقیدت بڑھ گئی اور اپنے  
اکابر کے درجات قرب و وضع ہوسے۔

پہ چند منٹ پھر سکوت رہا، اور حضرت حاجی صاحبؒ غایت ادب و تعظیم  
سے سر جھکا کر ہوسے کھڑے ہوئے تھے۔ کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ حاجی صاحب  
اب ہمیں اجازت ہے؟ حاجی صاحب نے ادب سے عرض کیا کہ جو مرضی مبارک ہو۔  
پس حضورؐ مع سارے مجمع کے اسی راہ سے تشریف لے گئے جس  
راستہ سے تشریف لائے تھے۔ اور میری آنکھ کھل گئی۔ یہ خواب میں نے (والد  
صاحب نے) حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں لکھ کر بھیجا۔ معلوم ہوا کہ حضرت  
پر اس خواب سے ایک کیفیت یہودی کی طاری ہوئی اور کچھ اس قسم کے الفاظ  
فرمائے کہ ”کاش یہ خواب لکھ کر قبر میں میرے ساتھ کر دیا جاتے تو میرے لئے  
دستاویز ہو جاتے“۔

(احقر محمد طیب غفرلہ)

میں اس سے ارشاد ہو گیا کہ حدیثیں جو یہ تک اب پہنچ رہی ہیں۔ وہی قابل عمل اور قابل اتباع  
و قبول ہیں۔

میں سابق ارتقا کے بعد یہ معاملہ کس قدر محبت و شفقت کی دلیل ہے۔

# دفعِ شبہاتِ اختلافِ مسلک حضرت حاجی صاحبِ خلفاء

از ابواب النواہد، ص ۲۰۹، حکمتی مکتبہ، مصنفہ،  
حضرت حکیم الامتہ مولانا محمد اشرف علی صاحب دہلوی

**سوال :** بخدمت ذوالعہد والکریم مولانا و مقتدانا مولوی اشرف علی صاحب  
تھانوی مد فیوضہم پس از سلام سنونِ معروض آنکہ اگرچہ میں ایک شخص اجنبی ہوں  
لیکن بعض اعتبارات سے اپنے آپ کو ذمہ خدام میں تصور کرتا ہوں اور اس بنا  
پر سبے تحلفانہ ایک تکلیف خاص دینے کی جرات کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مجھ کو  
حضرت حاجی احمد رحمۃ اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہ العزیز کے ساتھ بعض شبہات  
سے ہمیشہ سے ایک عقیدت قلبی ہے۔ اور جو حضرات حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
کے ساتھ واسطہ واردات رکھنے والے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی دلی اخلاص ہے  
اور بالخصوص حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مدظلہم العالی کے ساتھ جبکہ  
محمد خرم حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بعض تالیفات میں بالتحقیص ارقام  
فرمائے ہیں، اور اپنے معتقدین کو ان کی جانب رجوع دالنے کی ہدایت فرمائی ہے  
ایک خاص اداوت ہے۔ بعض اوقات بعض مخالفین اور مبتدعین کے بعض اعتراضات  
اور شبہات مبنی وجہ سے جو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا  
سید احمد علیہ کے بعض معمولات اور معتقدات کے مختلف فیہ ہونے کے بارے میں  
لے دیتے ہیں۔ گواختہ ان نہ ہرگز تصاویر کے بلکہ جانتے تھے کہ حضرت حاجی صاحب (باقی ص ۹۶ پر دیکھئے)

کئے جاتے ہیں اور جن کو جواب معقول اپنے سے نہیں بن پڑتا ، طبیعت کو ایک غلیظان پیدا ہو جاتا ہے اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ ان شبہات کا دفعہ مخالفین کے جواب اور نیز اپنی تشفی قلب کے واسطے آپ کے ذریعہ سے کروں کیونکہ اول تو مخالفین کو ایسے شبہات پیدا کرنے کی جو زیادہ حجرات اور قوت ہو گئی ہے وہ رسالہ "فیصلہ مفت مسئلہ" کا اشاعت ہے اور یہ رسالہ آپ کا ہی شائع کیا ہوا ہے۔ اگرچہ آپ نے اس کے ساتھ ایک مضمون بطور تنمیم کے بھی اضافہ فرمایا ہے۔ جو صرف ہم جیسے متقدمین کے لئے فی الجملہ باعث طمانینت ہو سکتا ہے لیکن تاہم وہ مضمون اس اصلی تحریر کے مطلب پر کوئی کافی و کافی اثر پیدا نہیں کر سکتا ، اور مخالفین اس کو نظر نام سے دیکھتے ، اور قابل قبول قرار نہیں دیتے ، بلکہ اس تقریر لفظ کے مضمون سے جو رسالہ در منظم کو نظر شا عبد الحق صاحب مہاجر مکی پر جو حضرت حاجی صاحب نے اتمام فرمائی ہے۔ اس اصلی مضمون و رسالہ فیصلہ کی تائید ہوتی ہے۔

لے مختصر اور جامع ہے جس کی جزا تک کم غلوں کی نظر نہیں پہنچتی۔ اس کو کچھ سے کچھ سمجھ بیٹے یا جو شبہ داروں بنائے ہیں۔

لے پورا کہ رسالہ کے لغو لفظ کو کھول کر نہیں بتا : تو بعض لوگ اس کو رسالہ کے موافق نہیں سمجھتے۔ بالحق غلط سمجھا دیتے ہیں۔

لے دوسری نظر سے حضرت حاجی صاحب کے لغووں سے مل لکھا ہوا نہیں دیکھتے یا قصداً نظر فرما کر لیتے ہیں بلکہ اس کی تائید جو وہ لکھتے ہیں اپنے ذہن میں قائم کرنا ضروری سمجھتے ہیں نہ کہ واقعی۔

[نہ ۵۷ سے آگے] لغو کوئی ہندوستان والوں کے کرنا ہر کیا جاتا تھا حالانکہ وہاں نہ تراجم (بنا پاک) ، جمع ہوتا تھا۔ کسی غیر شرع کو شری نہ کسی غیر واجب کو واجب نہ وہم نہ ہوتا تھا۔ نہ وہاں ایسا کرنے والے تھے کہ ان کے لئے مسند جواز بنے ، اور حضرت عیسیٰ کو غیر شرعی کو شری غیر واجب کو واجب اور اس کے حامی میں شہادت و مسند جواز بنے اور میں نے کہنے کو منع کرتے تھے۔ تو اختلاف کہاں تھا۔ مگر کہاں گیا تھا۔

دوسرے یہ کہ جناب کی تحریرات جس قدر اس وقت تک میرے مطالعہ سے گذری ہیں ان کو مقتصد و مقصد و لغائیت سے متبرک اور انصاف و حقانیت اور معتدلیت سے ملبوس یا جو مخالف کو موافق اور حق ناشناس کو حق پسند بنانے کا ایک اعلیٰ ذریعہ ہے۔

تیسرے یہ کہ غالباً آپ کو ان تناوئی کمال بھی معلوم ہوگا۔ جو اہل ہند نے کسی طبقہ کسی کی مثل مختلف فہم کی نسبت مگر معتبر سے طلب کئے تھے۔ اور اس کا جواب بعض مخالفین کے حسب منشا ملا اور جن پر مخالفین حضرت حاجی صاحب کی ہر اور ملاحظہ ہونا بھی بیان کرتے ہیں۔

چوتھے یہ کہ کہاں تک مجھ کو تحقیق ہوا ہے۔ آپ اسی کا اخیر کے متعلق عرض کرنے جواب دینے اور اپنے ادوات عزیز کے صرف کرنے میں بخیال اصلاح حال

لے بری پاک ،  
لے مجھرا ہزار ہیز ،

لے مسائن کی غلط تفسیر کر کے ادھر منسوب کر کے غلط فتوے کو مکرر دے لے لے تھے۔ جی کے مقابل حضرت مولانا طویل احمد صاحب سہارن پوری نے میں مسائن کو کہہ کر صحیح اہانت مکرر دینا یہی غلطی کے علاوہ سے حاصل کر کے الجند کے نام سے اسے شائع کیا تھا

لے غلط بات کا جواب ہی غلط مل سکتا تھا۔  
لے ممکن ہے وہاں میں غلط باتیں منسوب کر کے غلط جواب لے کر بے بیش کر کے دستکار لے کر ہوں۔ تو جواب تو ان باتوں کا ہوگا۔ نہ اس واقعہ کا کہ ان کے اعتقادات و خیالات واقع ہیں ایسے ہی میں جواب تو بشرط وصحت سوال ہوتا ہے۔ کوئی پرچھے کہ خلاف شخص صراحتاً لکھا کہ نہ ہے۔ تو جواب میں چہ ہوگا کہ وہ کافر ہے یعنی اگر سوال کا واقعہ صحیح ہے وہ واقعی لکھا کرتا ہے تو کافر

چہ رہی بات کہ وہ لکھا کرتا ہے یا نہیں۔ واقعہ کیا ہے۔ اس سے فتر سے میں بحث نہیں کرتا۔ نہ اتنی دور دانی واقعہ معلوم کر سکتے ہیں۔ نہ ہر سوال پر تحقیق ممکن ہے۔ نہ مفتی کا یہ کام ہے۔  
لے دین کی مشکلات کے حلقہ کے جوابات

تو ان میں سے حق المصلین و علی بھی نہیں فرماتے ہیں۔ لہذا وہ شہادت ذیل میں گذارش کر کے اُمیدوار ہوں کہ مقتضائے شفقت و ہمدردی اسلامی تفسیلی جواب ان کا حرکت ہو، تاکہ آئندہ کے لئے اس قسم کے خلیان سے جو سراسر شیطانی کپے جانے کے لائق ہیں طبعیت محفوظ رہے اور مخالفین کو جواب بخول و بکسراکت کرنے کا موقع ملے۔

**شعبہ اول** یہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض معتقدات و معمولات حرائک کے رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ سے یا تقریباً مندرجہ رسالہ درخلم سے یا دیگر فتویٰ ہم معین رسالہ مذکور پر مستند اور ہر دو سے یا ان معتقدات اور معمولات کی نسبت بعض اشخاص صحت کے چمچیدیا گردش و احوال و اقوال بیان کر سنے سے ثابت ہوتے ہیں۔ آیا واقعی تھے یا یہ اقوال و افعال بخلاف اپنے ذاتی عقیدہ کے کسی مصلحت پر مبنی تھے نہ روایت شریف و ابالیان کو منکر حضرت سے سرزد ہوتے تھے۔ اگر بخلاف عقیدت واقعی کے تھے تو یہ صحت اقصیٰ کی اور شہارہ و افش ہے جو حضرت کے کلمات ظاہری، باطنی کے باطل منافی ہے۔ اور اگر افرافش عقیدہ واقعی تھے تو ان حضرات کے جو حضرت سے واسطہ ارادت اور خلافت رکھتے ہیں ان معتقدات اور معمولات کو بدعت اور خلافات کہنے کا حضرت

لے مگر یہ غرض نہیں، مساکت و خاموش کرنا وہاں کی بات نہیں چاہی، ان کا کام ہے، اور جہتیں نہیں لے عقیدے اور افعال،  
لے گوہر نفس اپنا اپنی نظر سے دیکھتا، اور دیکھتا ہوتا ہے کہ منہ ہی سمجھتا ہے، اور جس سے ذرا بھی منکر رہی جو اس کی بات کو گراں مول ہو تو خود کو غلط رائیجے لیتا ہے۔ اور اس طرح قابل اعتبار نہیں ہوتا۔  
لے اسی زمانہ میں وہاں کے حاکم کو شہرین کچھ تھے، میں حکومت کی رعایت یا لوگوں کی رعایت سے  
لے خصوصیت و علامت

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اور کیا اثر ہوا، اور ان حضرات کے حق میں کیا نتیجہ پیدا ہوا۔  
**دوسرا شعبہ** یہ ہے کہ آیا مرید اور خلیفہ کو حق علی الوجہ اتباع شیخ کی ضرورت ہے یا نہیں اور اگر نہیں ہے اور صرف ارادہ و اشتغال متعلقہ طریقت میں اشتغال کافی ہے اور دیگر مسائل شریعیہ میں اپنے علم اور اجتہاد سے کام لینے کا مجاز حاصل ہے۔ تو اس صورت میں احکام شریعیہ میں شیخ کے علی ظلمت انکاد سے مرید کے قلب میں عظمت شیخ حیا کر جائے، تاہم نہیں رہ سکتی، بلکہ جب شیخ کے عقائد اور اعمال جو عم مرید خلاف شریعت اور سنت ہوں گے۔ تو شیخ کے ساتھ ارادت بھی کسی طرح باقی نہیں رہ سکتی۔ اور ایسی حالت میں خود شیخ لائق شیعیت تصور نہیں کر سکتا۔ - - - - اس لئے کہ جب شیخ کو قطع نفرت علی ہری کے اپنے کشف باطنی اور فوہر غنائ سے بالخصوص ایسے مسائل میں جو ان کے اور ان کے مریدوں کے فیما بین مابہ الاختلاف ہوں حق و باطل ابھرتے و مصلحت میں تیز نہ ہو سکے، تو وہ بھی ترقی مدارج و مکمل منازل الی اللہ کا ذریعہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ یا کیونکر بنایا جاسکتا ہے، اور وہ کام کیونکر ہو سکتا ہے، اور اگر یہ کہا جائے کہ ایسے مسائل فرعیہ کا اختلاف قدیمی بات ہے اور اس سے معاملات طریقت

لے ہر ہر حدیث سے۔  
لے پیہ صاحب کی پیروی،  
لے پیہ صاحب کے ان کے علم کے خلاف کرنے سے،  
لے پیہ بننے کے لائق،  
لے پر اور مریدوں کے دو میان اختلاف کی چیز،  
لے جائز اور گراہی ہوتے ہیں۔  
لے اللہ تعالیٰ کی پیروی کی منہ لیں طے کرنے کا۔  
لے حرقت میں کامل و اکمل کرنے والا،

میں کچھ خرچ متصور نہیں ہے نژاد تریہ اختلا ایسا وفا درجہ کا نہیں ہے دوسرے اس کے تسلیم کرنے میں ظالمان حق کو کسی عالم و کامل مجتہد سنت شیخ کی تلاش کرنی جو ایک فردی بات قرار دی گئی ہے، ضرورت باقی نہیں رہتی بلکہ ہر مکتبی مشرب ان اشتعال عمیز و مہولات کی تعلیم اور بذریعہ بیت داخل سلسلہ کرنے کے لئے کافی ہو سکتا ہے اور اگر مرید اور غلیظ کا انتخاب کامل کی ضرورت ہے اور مرشد کے ساتھ ہم خیال و ہم عقیدہ و ہم عمل ہونا ضروری ہے۔ تو بوجہ اختلاف مسائل منکوثہ متذکرہ مشرب اول ان حضرات کے اند ان کا فقہ ان ظاہر ہے پس ایسی حالت میں ان حضرات کی خلاف ورزی نہ کی جائے کیونکہ تسلیم ہو اور اگر نہ تسلیم ہو تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہ فرماں جو بالتحقیق حضرت مولانا رشید احمد صاحب کے حق میں نافذ ہوئے ہیں کیا منہ دھکتے ہیں اور کس بنا پر ہیں اور اگر ہر وہ حضرات کے معتقدات اور مہولات یکساں قرار دیئے جائیں تو تحقیق کس طریقہ سے کی جائے اور نفع نفع و بیکر خفا میں کے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ فیصلہ ہفت سلسلہ کے لئے ایک شعر پڑا تا دیلات کثیرہ مطلوب ہوگی۔

۱۔ مفت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد از پیر و  
 ۲۔ ذکر و مجاہدوں کے مقبرہ ہر فریق اور وطن کا  
 ۳۔ پوری پیر و کوئی ناشتہ عقیدہ اور عمل کسی چیز میں خلالت نہ جو  
 ۴۔ مذکورہ  
 ۵۔ نہ ہونا  
 ۶۔ حق و صیغہ  
 ۷۔ حضرت حاجی صاحب مولانا رشید احمد صاحب !  
 ۸۔ ایک کو دوسرے کے مطابق و موافق بنانے کی مسووت !  
 ۹۔ نہیں بلکہ تو فریاد و قسریات سے بھرا ہوا جو کچھ مسائل تھا خود اس کا مطلب گہرائی کا اور  
 صمیم و سچوئے تو فریاد تھا کو نا دیلات کثیرہ دیا۔

### تیسرا شبہ

تیسرا شبہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب کے خلفائے با اعتبار و افتخار ہی بعض معتقدات و مہولات کے دو فریق ہیں اور ہر فریق علما کا ہے جن میں ایک فریق مولوی احمد حسن صاحب کا پوری اور شاہ عبدالحق صاحب ہمارے ہیں۔ مولوی عبدالسمیع صاحب میرٹھی وغیرہ کا ہے جن کے معتقدات و مہولات مثل حضرت حاجی صاحب دو بیگہ متقدمین حنفیہ کام پیشوایان سلسلہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ کے ہیں اور دوسرا فریق مولوی رشید احمد صاحب و مولوی اشرف علی صاحب و۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم وغیرہ کا ہے جو ان معتقدات و مہولات کو بدعت و ضلالت بلکہ اس سے بھی زیادہ برتر کہتے ہیں۔ کہ نہایت بشرک و کفر پہنچتے ہیں۔ پس ان ہر دو فریق میں سے خلافت راشدہ کس فریق کی تصور ہو سکتی ہے۔ اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایسے مختلف عقیدہ و اعمال اشتیاق کون خلافت عطا فرمانا کیا عمل ہے۔ پس یہ ہیں وہ اعتراضات و شبہات جنکے جوابات عقل دینے میں اور مخالفین نامقول کو مقول کر دینے میں مجھ جیسے بعض کم علم محبان خازنہ امدادیہ کو دشواری ہوتی ہے۔ پس اگر جناب دالالت فرمایا اور

۱۔ غیور اور علوں کے  
 ۲۔ انہیں کو مسائل صاحب حضرت حاجی صاحب اور ذوقیات شیعہ کے رفیق کو نہ سمجھے کہ اور سوچو وہ صاحبوں کے ان کے شکی کو گھسنے والا کردار سب حضرات غیر مصری کو ستر غرہ واجب کا واجب نہ لے ڈال  
 ۳۔ اور مسی ختمیات و تہذبات کے پیرو تھے نہ ان کا ماحول ایسا تھا  
 ۴۔ بلکہ غلط بات ہے جس طرح سے ملت کے یہ بزرگ ہر چیز کو اس کے موجب و نہ کار کا  
 ۵۔ بلا اصرار کہہ سکتے اس کو گہی بھی غلط بات اگر انہیں کہا جاسکتا نہ ان حضرات نے کہا  
 ۶۔ اچھا ذہان ان بزرگوں کے حدود و سرحد کے اند کے کاموں کو ان ایسا کہہ سکتا ہے یہ تو ان زمانہ صاف کے لوگوں کے لئے ہو سکتا ہے جو حلف خدا وادی غیر میں جاتے ہیں اور اس کو ہر سال شریک کے گا  
 ۷۔ شے ایک دوسرے کے خلاف عقیدے اور عمل والوں کو۔



ان امور کا جواب مفصل تحریر فرمادیں تو قلع نظر اس کے کہ مخالفین کے جواب دیتے  
میں سہولت ہو جاوے بمصدقاً لِنُظْمَتِنَا قَلْبِی کے موافقین کے انشراح  
خاطر کے لئے بھی غایت بکا ارد اور مفید ہو۔ زیادہ بجز نیاز۔ کیا عرض کیا جانے  
فقط والسلام۔

**الجواب:** بحمدی السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعض امور فی نفسہ مباح  
و جائز ہوتے ہیں مگر مفسد عارضہ سے بچنے ہو جاتے ہیں جیسے اعمال فتنہ عرفیا  
فی زمانہ مثل مجلس مولد شریف اور فاتحہ و گیتا دعویٰ وغیرہ۔ ان میں دو طرح کا  
اختلاف ہو سکتا ہے۔ اول یہ کہ ان مفسدہ کو قیض نہ سمجھے یہ اختلاف ضلالت و  
معدیت ہے۔ دوم یہ کہ ان مفسدہ کو قیض سمجھے اور ان مفسدہ کے ساتھ اعلیٰ اعمال  
کی بھی اجازت نہ دے مگر وجہ حسن ظن اور عوام الناس کے حالات نفیض نہ  
کرنے سے یہ سمجھ کر کہ لوگ ان مفسدہ سے بچتے ہوں گے یا بچ جاویں گے۔

اجازت دیدے سو یہ اختلاف فی الواقع مسئلہ میں اختلاف نہ رہتا بلکہ ایک واقعہ  
کی تحقیق کی غلطی ہے جو عدم و تضل یا دلالت بلکہ غوت کے ساتھ بھی جمع ہو سکتی ہے۔  
اور اس سے علمیت یا ثبات یا کمال اور قرب الہی میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اُنْہُمْ اَخْلَعُوا

لے ہو کر مراد اطمینان یا جانے جیسے حضرت ابیہر علیہ السلام نے حق قائل سے عرض کیا تھا  
اپنے ذات سے قربانیت یہ ان کا کام ہی درست نہ تھیں جانور  
سلطہ خراباں پیش آتے تھے تو اسے اور اجازت ہو جاتے ہیں شہادۂ شریعی کو شہری قیود ایب  
کو واجب نہ تھیں۔  
لے یہ کام جن میں ہمارے زمانہ میں نزاع ہے۔

لے اور ان میں چہیز  
لے گرا ہی و گناہ کے کوئی کہ قراب یا جائز سمجھتا ہے۔  
لے حقیقت دواتی میں۔ لے تم اپنے دین کے کاموں کو زیادہ جانتے ہو۔

بِأَمْرِ مَوْلَانَا حَتَّمْ خود حدیث میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشہور درباب بشارت  
یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا وجود حد و حکم نبوی درباب اجراء حد و نا ایک جاویہ  
کے زچہ ہونے کی وجہ سے تعیل حکم میں التوا کرنا اور حضور کا اس کو پسند فرمانا خود  
احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ امید ہے کہ میرے اس مختصر مضمون سے سربہ شبہات  
حل ہو گئے ہوں گے۔ مگر احتیاطاً کسی تدر مفصل بھی عرض کرتا ہوں۔

**شبہ اول کا جواب:** یہ ہے کہ حضرت عابی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہی  
عقائد میں جو اہل حق کے ہیں اور حضرت کا ان اعمال میں مشرک ہونا تحریر یا تقریر  
اذن فرمانا خود باللہ معنی فساد عقیدہ پر نہیں ہے۔ نہ لقیہ پر ہے بلکہ چونکہ یہ اعمال فی نفسہ  
جائز ہیں ان کو جائز سمجھ کر کرتے تھے اور کہتے تھے۔ اور گمان یہ تھا کہ خا علیہ السلام یا  
عنی طہین یا حاضرین مجلس بھی ان مفسدہ سے بہرہ ہوں گے۔ تو بعض جگہ تو یہ گمان

لے مسلم وغیرہ میں بھی حدیث ہے کہ باغ میں سے حضور نے حضرت ابیہرہ کو نلین جاکہ کی طاقت  
دیکر صبراً جو شخصوں کے بغیر سے لا الہ الا اللہ کی شہادت لے لے اس کو بت کی بشارت دیدی حضرت  
عمر نے زہر میں پر مارا کہ اگر بے کلا کلا جاؤ حضور کے بیان مفسدہ پہنچا تو عرض کیا لوگ اس پر ہر دوسرے  
کو نہیں ایسا نہ سمجھتے۔ فرمایا پھر دھڑو۔  
لے مسلم ترمذی ابیہرہ میں ہے ایک ایک نے زمانہ کا حضور نے حضرت علی کو حکم دیا جازمہ نام کو وہ ابیہرہ  
عرض کیا اس کو بھی کلا کلا جاؤ جاری تھا۔ فرمایا مجھ کو وہ دیکھ توں کہتے پھر جاری کرنا تو کلا کلا میں عوام  
کا اس میں عورت کا حال معلوم نہ تھا۔

لے کہ جہاں خود جائز ہونے کی وجہ سے باک نا جائز ماحول سے دور رہنے سے علی تھا۔  
اور ہو کر کو بات کی تو مردیت کو کہہ کر کوئی واقعہ معلوم نہ ہو یا غلط پہنچا ہوا تو اس کے موافق نہ کرنا  
درست ہے جیسے حضرت عمر و حضرت علی نے کیا۔ اور میں سے بہت غلطی ہو کر خرابیوں سے پاک ہے۔

یہ ہے گاہ کی سند دینا درست ہے ہر وہ خود قرار۔

لے اپنی ذات سے  
لے برائیوں سے بچا کر  
لے ایسے کام کرنے والے  
لے بری و

صحیح تھا۔ اور بعض جگہ حسن ظن کا غلبہ تھا، اور یہی صورت اکثر تھی۔ اور جو لوگ عدت و ضلالت کہتے ہیں نفس افعال کو نہیں کہتے کہ حضرت پر اثر پہنچے۔ بلکہ مفسد کہتے ہیں جس سے حضرت خود بری ہیں۔ پس حضرت کے قول و فعل کا ملاحظہ یہ نکلا کہ یہ افعال بلا مفسد جائز ہیں اور فتویٰ علیٰ کمال صحت یہ ہوا کہ یہ افعال مع المفسد ناجائز ہیں۔ سو اس میں کچھ اختلاف نہ ہوا، البتہ یہ امر کہ آیا اکثر مواقع میں یہ مفسد موجود ہیں یا نہیں اس میں حضرت اور علماء کا اختلاف رہا۔ سو یہ ایک واقعہ میں اختلاف ہے جیسے زید کے کھڑے ہونے میں۔ اس میں اگر حضرت نے کسی خبر تحقیق نہ ہو تو حضرت پر الزام و ملامت نہیں اور نہ اختلاف کرنے والوں کو اس کے خلاف سے کوئی مرشد،

**دوسرے شبہ کا جواب** یہ ہے کہ جو امر یقیناً خلاف ہو اس میں شیخ کا اتباع مرید کو ضرور نہیں اور جو امر ایسا ہو کہ شیخ کا عقیدہ اس میں صحیح ہے اور کسی واقعہ کی صحیح خبر نہ پہنچے سے عمل خلاف مصلحت ہو گیا۔ جو کہ فی نفسہ وہ امر ضلالت

لے۔ شک لگانا کہ بغیر شرعی ضرورت کو واجب نہ بنائیں گے ہرگز وہ گناہ ہے جسے پہنچ کر اگر حضرت کے محبت یا نہ تھے مگر مکرر دے والیں ہندوستان پہنچ کر دوسری صورت کو بوجھ لیا تھی۔ لے۔ تعالیٰ نے نہ شرعی کو شرعی غیر واجب کو واجب بنایا ایسے ماحول میں ثابت و مستحکم ان کو کہتے ہیں۔ ان سے پاک صورت کو نہیں کہتے۔

تسلط حضرت کے سامنے مکرر مکرر کے حالات تھے۔ ہندوستان کا پورا مال معلوم تھا اس لئے منع نہ فرمایا۔ حال کے سامنے ہندوستان کا حال ان خراجوں کا وجود جبکہ ان سے بڑھ کر مصیبت اور تریب بشر کہ حالات معلوم تھے، ان واقعات کے علم کا اختلاف تھا۔ لے۔ جس کو معلوم ہے کہ اگر اس کو معلوم ہے کہ نہیں وہ کہے کہ نہیں کھڑا اور یہ اختلاف واقعہ کے علم و عدم علم سے ہے۔ دو دفعہ پہنچ رہی۔

لے۔ کہ صحیح خبر بردار ہے اگر حضرت کو صحیح خبر ملے تو ایسا ہی فرماتے۔ لے۔ ضرورت کے خلاف لے۔ بلکہ جائز نہیں کہ حدیث میں ہے کہ نفاق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی قربانی نہیں اور تامل نہ ہو سکے۔ وہ کہ نہیں بیت نسخ کرنا واجب ہے۔ لے۔ اپنی ذات سے

شرع نہیں جس عقیدہ و نیت سے شیخ نے کیا ہے وہ خلاف شرع نہیں، اس لئے شیخ کی عظمت مرید کے قلب سے ذرہ برابر نہیں گھٹ سکتی مثلاً اگر کسی شخص سے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو نکھانے میں زہر ملا کر کھلا دیا اور آپ کو اس وقت خبر نہ ہوئی تو صمد کے قلب سے یہ سمجھ کر کہ حضور نے زہر نوش فرمایا ہرگز عظمت کم نہیں ہو سکتی، بلکہ یہی کہہ جاوے گا کہ آپ نے نوکھانا حلال نوش فرمایا ہے مگر زہر کی اطلاع حضور کو نہ ہوئی، ورنہ ہرگز فومش نہ فرماتے، اور اس میں پر مرید افعال شیخ کو خلاف شرع نہ سمجھے گا جو عظمت کم ہوا اور کشف باطن اور نور فانی سے سق و باطن کا انکشاف کسی درجہ میں کشف سہی مگر یہاں تو سق و باطن میں شیخ کو التباس ہی نہیں ہوا انکشاف کی حاجت ہو، اس کا انکشاف تو حاصل ہے کہ فلاں طور پر سق ہے اور فلاں طور پر باطن ہے۔ صرف ایک واقعہ جزئیہ اس کی نظر سے مخفی ہے جس کا مخفی ہونا انبیاء علیہم السلام سے بھی مستبعد نہیں خود حارث میں حضور کا ارشاد ہے کہ میں بشر ہوں، شاید کوئی شخص اپنے دعوے پر رجحان شرعیہ قائم کر کے مقدمہ جیت لے۔ اور اس کا ساقی نہ ہو اور اس سے دلاویں تو وہ وزج سے حلقہ لے رہا ہے۔ ظاہری جیت پر حضور فرمادیتے تھے

لے۔ اور زہر کھانا حرام ہے۔

لے۔ زہر معلوم نہ تھا کہ حرام چڑا ہے نہ واقعہ ہی حدیث شریف میں ہے۔

لے۔ کہ اپنی زبان کا مال معلوم نہیں کہ وہ گناہ کے طریق سے کرتے ہیں۔ آپ نے تو نفس جبر کیا ہے۔ نہ معلوم ہوئے ہیں نہیں کیا۔

لے۔ تسلیم کیا ہوا؟ لے۔ خلط ملط

لے۔ خاص واقعہ تو گونا گوارہ ہو گا؟

لے۔ دور؟ لے۔ مشرعی شہوت؟

لے۔ شہوت؟

اور بعض اوقات احتمال ہوتا تھا کہ شاید دوسرے کا حق ہو حضور پر ہرگز کوئی  
 طعن نہیں ہو سکتا، آپ نے کو حق ہی فیصلہ فرمایا، مگر چونکہ واقعہ کی تحقیق صحیح  
 نہ ملی، اس لئے صاحبِ حجت کو غالب فرما دیا، البتہ حالت میں کامل تکمل ہونے  
 میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا، بخلاف اس شیخ کے جس کے عقائد بامسک میں غلطی  
 یقینی ہو، وہ البتہ قابلِ تلمیح شیخ ہونے کے نہیں، اور اگر مردِ حق ہو چکا ہے کہ حضرت  
 کے عقائد بامسک میں خلاف نہیں صرف ایک واقعہ کی تحقیق صحیح نہیں پہنچی، پس نہ  
 حضرت پر کوئی شبہ رہا نہ غلطی کی خلاف ورشہ میں کوئی تلمیح رہا،

سلطان نظام اولیاء مقدس سر کے غلیظ کا سماح سے مکر ہونا شیخ  
 کے روبرو مشہور معروف مرتبہ اور فہم آدمی کے لئے خود فیصلہ ہفت مسئلہ کی عبارت  
 میں جا بجا تنقید کو رتبہ ضرورت میں سمجھنے کی مذمت مستخرج کافی ہے، اور  
 محضہ کے حق میں دلائل و دساتیر بھی کافی نہیں،

**تفسیر کے لشکر کی نسبت یہ عرض ہے کہ حضرت کے تمام خدام کی خوش  
 اعتنائی کا دعویٰ ہم نہیں کر سکتے یقیناً بعض اہل علم کا بعض امور میں لغزش واقع  
 ہوئی ہے بعض کو تو مسائل میں غلطی ہو گئی ہے جس سے حضرت بالکل متبرک و مبرا  
 ہیں، اگر وہ حضرت کے قول کی سند لائیں تو بہت تفتیش کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ انھوں**

لے پیر ہر شخص کے لائق نہیں اس سے بہت نہ ہوں، ہر گز ہوں تو بہت ڈر دیا واجب ہے

لے اعتدال میں !

لے کافی شرح و تفصیل ہے،

لے جھگڑے کے دسی شخص کے لئے !

لے دفتر کے دفتر دستور کے دستور !

لے ہری وریاک

نے حضرت کے ارشاد کو نہیں سمجھا یا حضرت نے غلبہ غلامی میں کوئی امر فرمایا جو تائید  
 کے قابل نہ تھا ہے اور ان صاحبوں نے اس کوئی ہر پر مکرمل فرمایا، چنانچہ اس ناکارہ  
 کے روبرو غلبہ سال میں بعض امور نفاذ فرمائے اور خود حضرت کی حالت سے  
 سے معلوم ہو گیا اس وقت غلبہ ہے۔ ممکن ہے کسی کو اس کی طرف توجہ نہ ہوئی ہو کہ  
 کو غلبہ سمجھا ہو، اور جن امور میں غلطی بھی نہیں ہوئی، مگر عوام اس سے برباد ہوئے  
 چونکہ ان صاحبوں کو غلبہ عام ہی نہیں اور عوام کے حال سے علماء کو بوجہ اختلاط  
 عوام کے اطلاع زیادہ ہوتی ہے اس لئے ان صاحبوں کی غلطی تحقیق واقعہ میں  
 یا غلبہ حال کے ارشادات نقل کر دینے میں قابلِ معذوری نہیں، اور شاخ میں یہ  
 دونوں عذر صحیح ہیں اور مسئلہ کی یقینی غلطی کو کسی کے لئے بھی عذر نہیں، مگر حضرت  
 اس سے بالکل بری ہیں اور حضرت کا خلافت عطا فرمادیا کسی مبتلائے غلطی کو  
 بنا بر عدم اطلاع اس شخص کی غلطی کے ہے جس کا خلاف شان نہ ہونا اور ظاہر  
 ہو چکا ہے، اگر اس کے بعد کوئی شبہ ہو جائے تکلف ارشاد فرمادیا جائے، میں  
 ایک ضرورت سے دوسری جگہ آیا ہوں شاید وہ چارہ روز اور رہنا ہو فقط والسلام  
 راقم اشرف علیٰ عفی عنہ

لے ذات و صفات کی توجہ شدہ میں بے خودی کی سن جو حالت ہوتی جیسے حضرت عبد و شبلی و غیرہ  
 کو بھی گاہ گاہ ہوتی ہے،

لے حق کی طرف تامل کرنے کے قابل،

لے ہر ایک گھر سے مسائل

لے اصل مسئلہ سمجھنے یا غلبہ سمجھنے میں غلطی نہیں ہوتی، خود ہی ایسے طرح نقل کر دی کہ عوام  
 کی سمجھ سے ادنیٰ جتنی،

لے معذرت قرار دینے کے قابل

لے کہ انبیاء علیہم السلام میں بھی ایسا ہوا ہے کہ ان کی برابر شایان والا کوئی نہیں ہو سکتا۔

مستفتی کا دوسرا خط جس میں اُس نے پہلے خط کے جواب پر

## کچھ شبہات کئے ہیں !

بخدمت فیضدرجبت جامع کمالات صوری و معنوی مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب دامت فیضہم پس از سلام منون عقیدت مستحون معروض آنکہ افتخارنامہ بجواب عربیہ صا دوہر کا تکلف اسرار ہوتا۔ اس میں شک نہیں کہ جناب نے بطریق تمہید جواب کچھ اجمالاً تحریر فرمایا ہے وہ ہی غنصین کے اطمینان قلب کے لئے کافی و وافی ہے لیکن منکرین کے لئے ہنس و گنجلت کلام باقی ہے جس کو جناب کے اس ارشاد کی تعمیل میں ذکر اس کے بعد اگر کوئی شبہ ہو تو بتہ تکلف اظہار کرو دیا جاوے۔ ذیل میں گزارش کرتا ہوں اور امید ہے کہ اس مرتبہ کافی (اور مفصل جواب کے بعد اس معاملہ میں ضرورت تصدیق باقی نہ رہے گی، ہر دو روایات مشورہ کتمان و بشارت اور اتوا کئے اجراء حدیث کا تفصیل کے ساتھ اترام فرمادیجئے۔ اور خلیفہ حضرت مولانا نظام الدین اولیاء قدس اللہ سرہ العزیز کی مخالفت جماعہ سماع کا قصہ بھی مفصل بیان جو کہ کسی کتاب کے اور نیز اسی قسم کی دیگر روایات اگر مستند کتابوں سے ہمہ پہنچ سکیں رقم فرمائے اسلئے

لے رازوں کو کھولنے والا کو جام زمزموں سے چھٹے ہوئے تھے۔

علمہ جواب کی تکلیف دینے کی ضرورت !

علمہ حضرت امیر کا مشورہ حجت کی بشارت کو کھانہ کا کھانہ کا باوجود محکم رہ سکے۔

علمہ زمانہ والی، ندوی پر حضرت علی کا صف نامباری کرنے کا طوطی کر دینا دھچکی کی وجہ سے باوجود حکم نہری کے

کہ یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بمقابلہ دلائل و براہین عقلی و نقلی کے گزشتہ واقعات کی تمثیل متصوفین زمانہ حال میں زیادہ اثر پیدا کرتی ہے۔ بمنظر علم شبہات جوابا سابقہ عربیہ سابقہ معنوی نامہ ہر ششہ عربیہ ہذا مرسل ہے۔ تاکہ تحریر جواب میں سہولت ہو، ایک امر محض بمنظر اطلاع پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس عرصہ میں میری نظر سے ایک تحریر مولوی احمد حسن صاحب کانپوری کی گزری ہے جس میں رسالہ فیصل ہفت مسئلہ کی بابت یہ الفاظ تحریر تھے۔ (ہفت مسئلہ میں جو ضمیمہ لگا یا گیا ہے اس کی عدم رضا حضرت ک طرف سے ثابت ہے۔ مولوی ضعیف الدین صاحب سے بتا کیا آپ نے فرمایا ہے کہ اشتہار دو اس امر کا کہ ضمیمہ ہمارے خلاف ہے)

اب اصل مطلب عرض کیا جاتا ہے اور بطریق مدعیانہ۔ شبہ اول کے جواب میں آپ نے اذام فرمایا ہے کہ چونکہ یہ اقل فی نقیضات جائز ہیں۔ انکو جائز مسجد کرتے تھے اور کہتے تھے اور گمان یہ تھا کہ غائبین غائبین حاضرین مجلس اُن مفاسد سے

علمہ خود کو صوفی بنا کر کہنے والوں  
علمہ گرائ نامہ عربیہ کے ساتھ ایک دھال میں پر و کر،  
علمہ حضرت حاجی صاحب کا اس سے راضی نہ ہونا جو کہ نے اپنے مذاق سے سچو کہ کیا ہوا۔  
علمہ حضرت حاجی صاحب کے خلیفہ کو کہہ کر میں ہی قیام فرماتے تھے، وہ ہندوستان میں تھے  
علمہ غالباً نقل کرنے والے صاحب نے اپنے خیالات کے ہمہ یکساں جملہ کے ہی سے سمجھ لئے ہونگے  
ورنہ اگر ایسا ہوتا نہ حضرت مولانا ضعیف الدین صاحب حضرت اس سے میری سچائی چل کر ان کے ہاتھ انک  
خطوط سے ہی اطلاع دیتے جب ایسا نہیں ہوا تو خود حضرت مولانا ضعیف صاحب نے یا میں کی بات کو  
شفہی میں قرار دیا، یا حضرت کو خط معلوم یا کر سنا قرار دیکر قابل توہر فرمایا۔

علمہ دھولے کرنے والے مخالفت کے طریق پر،

علمہ اپنی ذات سے۔ علمہ ایسا کرنے والے،

علمہ بری انداز نگاہ !

ہوں گے، اس موقع پر اس کی تحقیق مطلوب ہوئی کہ وہ مفاسد کیا ہیں جن سے حضرت  
متمبرا تھے۔ اور دوسروں کا متمبر ہونا اپنے حسن عین سے خیال فرماتے تھے، جہاں  
تک خیال کیا جاتا ہے مفاسد وہی امور قرار دیئے گئے ہیں جن کو حضرت حاجی  
صاحب نے مصالح پر مبنی دہونا۔ ارشاد فرمایا ہے۔ اگر یہ کہا جاوے کہ یہ امور  
فی نفسہ جائز ہیں اور تبدیل نیت اور عقیدہ سے ناجائز ہو جاتے ہیں اسکے بارہ میں یہ شبہ ترکے  
کہ ازل تو نیت عقیدہ کا حال کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا، دوسرے باستثنائے جہاں علوم تعلیمات  
اور خواص کی نیکی وغیرہ عقیدہ کے ساتھ محض ان نکال پر نظر کر کے جو سلف سے منظور ہوئے  
اس قسم کے اعمال کرتے ہیں اور ان اعمال کے ترک کو بھی صرف بحال قوت ہو جانے ان محض  
کے یا ترک اختراع بزرگان پیشین کے مذموم تصور کرتے ہیں۔ پھر ایسی حالت میں  
عام طور پر بلا کسی استثنائے ان علماء کی ماضیت حضرت حاجی صاحب کے ارشاد  
کے خلاف نہ کیوں نہ بھی جاوے کیا حضرت حاجی صاحب کے یہاں پرمغلیہ اور مغربیہ ہوتی تھی  
یا جن موافقی کے اندر ہندوستان میں یا مکہ معظمہ وغیرہ میں حضرت حاجی صاحب  
کو شرکت کا اتفاق ہوا ہوگا۔ ان محافل میں تداعی اور کثرت روشنی اور

لے جاتا ہے یا قیام راتوں کے

لے جاہلوں اور عوام کو حضور کے

سے علماء و بزرگ

سے گران کا کوئی ثروت نہ ہوتا قابل رعایت نہ ہوا، حضور دین و ثواب اور ترک و ترک جہنم  
کا طرح قرار دینا کہ جسے یہ سب سے ثبات نہیں

ہے، اختراع اور دین و ثواب میں چاہئے کہ وہ حق و فرض خیالی مسکنوں میں اور ان جو اس  
قرار دے کہ یہ شرعی جرم ہو جاتا ہے

لے ہر ایک کے ۱۵ درجے کے ترک کو حنفی نے جائز قرار دیا ہر ایک کے ۱۵ درجہ قرار دینا حضور کے یہاں ہے  
کے کسی کو بپائے ہیرو نہ لاکہ ایسا نہیں جو کسی کے وہ ناجائز میں مبتلا نہ ہو کوئی نہیں کیا

استعمال خوشبو و ہتھام فروش و جائے نشست و کھڑکوں کو بلند و ممتاز کرنا اور قیام  
بالتحفہ عین ذکر الولادہ اور اجتماع ہر خاص و عام کا نہ ہونا تھا، نہیں ضرورت ہونا  
تھا، پس وہ کون سے مفاسد تھے جن سے حضرت کو مذموم واقفیت و لاطمی تھی اور  
وہ کون سے واقعات تھے کہ جن سے حضرت بے خبر تھے کہ جس کی بنیاد پر ذاقصہ  
کی تحقیق میں غلطی ہونا تسلیم کیا جاسکے

شبہ دوم جو کہ مشبہ اول پر مبنی ہے اس لئے اس کے جواب کا بھی وہی  
انداز قائم کیا گیا کہ کسی واقعہ کی صحیح خبر نہ پہنچنے سے کوئی عمل خلاف مصلحت  
مرشد سے سرزد نہ ہو جاوے تو اس سے غفلت شیخ کی بات کوئی ناقص خیالی پیدا  
نہیں ہو سکتا۔ اول تر حسب اقوال و اعمال متفقین سابقین شیخ کے حق میں یہ  
کلام دگن بھی کہ عمل خلاف مصلحت ہوا سوا ادبی ہے کیونکہ باوجود علم و احتمال  
ایسے اختلافات عظیم کے ایسے شیخ سے عمل خلاف مصلحت ہو جانا اس کی شان میں  
فرق ڈالنے والی بات ہے۔ دوسرے یہ عمل و دیانت طلب ہو کہ وہ کون سے  
ایسے واقعات تھے جن کی خبر صحیح حضرت کو نہ پہنچتی تھی، جہاں تک خیال کیا جاتا  
ہے کہ اس امر کا ثبات نہ کرنا سخت مستند معلوم ہوتا ہے، بلکہ اس کے خلاف

لے کھڑا ہو، حضرت کا ذکر ولادت پر

لے علماء و جہاں صرف یہ و عوام

لے اس کے ثروت کی ضرورت ہے اور پھر اس کے بھی ثروت کی ضرورت ہے اس پر نگراں فہر  
نہیں فرمائی بلکہ ضرورت یا پسند و نگی کا ہر ایک اور اس کے بھی ثروت کے لئے ضروری اور

شرعی کو شرعی قرار دیا جب کو واجب قرار دینے کا علم تھا

سے صوفی لوگ سے قصد خانات ہونا نہ کہ لائمی سے

لے اگر قصد ہو

کے مشکل۔ معلوم کیوں جب کہ کرم ہندوستان بہت فاضل پر ہے

نہا تو میں تحریری و تقریری ہندوستان میں اکثر موجود ہیں۔

نمبر سوم کا جواب بھی بطور سابق یہ رقم ہوا ہے کہ حضرت کا خلف  
عطا فرما دینا کسی مبتلائے غلطی کو بنا بر عدم اطلاع اس شخص کی غلطی کے ہے جس  
کا خلاف نشان نہ ہونا اور پڑنا ہر چکا۔ اس معاملہ میں اول تو اس بات کا مان  
لینا کہ حضرت کو ان اشخاص کے احوال اور اقوال عقائد اور اعمال کی اطلاع نہ  
ہو سخت دشوار بلکہ بدامست کا انکار ہے۔ اور کسی طرح قرین عقل نہیں کہ جو  
لوگ مدقوں خدمت و صحبت میں حاضر رہے ہوں اور نزدیک و دور سے  
فیضانی باطنی سے متصفیٰ ہوتے رہے ہوں ان کے متحققات اور معولات  
سے حضرت بے خبر ہوں، اور اگر عیاذ باللہ بہ تمثیل منافقان اور اہل زمانہ  
رسالت، پیغمبری تسلیم بھی کی جاوے تو حضرت پر بڑا الزام یہ عائد ہوگا، کہ  
بلا اطمینان تصدیق حال و حال خلاف کیوں عطا فرمادی۔ اس لئے کہ یہ امر  
خلافت ترک کر دینا کا کام نہ تھا، یا کوئی عبادت یا معاملات کا مشہور یا  
استفتاء نہ تھا، کہ جس کے بابت یہ حجت کی جائیکہ واقعات و حالات  
سے بے خبر رہنے کی وجہ سے حکم یا عمل خلاف واقعہ یا صحت صادر ہو گیا، بلکہ یہ

لے ایک بھی ممکن نہیں کہ کسی نے ان کی تہذیب کو ان سے معلوم کر کے یا انکو واجب کر کے کہ کچھ امور نہایت  
میں جا کر دیکھا کہ یہ کہان کے حاضر یا غائب یا تہذیبی یا مذہبی وہ ذکر ہی کر سکتے تھے اور کہنے کو یا کیا یا کیا نہ

لے کھلی بات،

لے فیض لینے والے،

لے محو شریعت میں ان کے استدلال و انجہار کا موقع کب تھا،

لے شہر اشک بہت، حضور کے اول اہل زمانہ میں کثرت منوں کی شرح اگر کوئی باہر کچھ ان پر ذکر  
کے فعل کو سمجھا لے اور حضرت کی پیغمبری ایسے ہی ہر جیسے حضور کی پیغمبری تھی،

لے حالات اور گفتگو کو صحیح رکھئے! ہنر!

معاملہ تو بالکل فوراً باطن و تصفیہ قلب و عزان سے تعلق و کتاب ہے پھر کون ان  
ذریعوں سے مثل بزرگان سلف مریدین کے حالات کو دریافت نہیں کیا تاکہ وہ  
غلطیاں جن میں بعض خلفا مبتلا تھے، آئندہ سلسلہ میں سنت پر یا عملی شیخ قرار پا کر  
شائے نہ ہوتے یا میں کیونکر رافضیہ غلب حضرت میں ان خلفاء کے بعض عقائد و اعمال  
خاصہ کا عکس جیسا کہ اکثر بزرگواروں کے حالات میں مذکور رہتا ہے منعکس نہیں ہوتا  
اب ان امور کا جواب بعد ملاحظہ و توجہ تحریر اول کے ارشاد فرمایا جاوے  
اور پہلے پتہ کے موافق ارشاد فرمایا جاوے، اگرچہ اسیں شک نہیں کہ اس فضول  
کام میں جناب کے اوقات عزیز کا صرف کرنا نہایت ہی موقع تصدیق دہی ہے  
مگر تحفظات نہ فزوت نظر بہ اشتقاق عمیم جناب والا مجبوراً تکلیف دی گئی، فقط  
زیادہ زمانہ؛

### الجواب از خاکسار اشرف علی عفی عنہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ہندو چرچا والے ہوں۔ اس لئے آپ کا خط و بہن ملا، آپ نے جو تحریر فرمایا  
ہے کہ منکرین کے لئے ہندو گنہ گشت کلام باقی ہے۔ سوا حتر نے پہلے بھی منصفین  
کے لئے لکھا تھا۔ اور اب بھی اسی غرض سے لکھتا ہوں۔ منکرین کے لئے پہلے  
ہی خط میں لکھ چکا ہوں کہ وقتاً تو بھی کافی نہیں، خلاصہ یہ کہ تحقیق حق مقصد یہ ہے  
منظر و مقصود نہیں نہ آج کل اس سے کوئی نفع۔

لے طلب شریعت کو ان کی طرف بالکل متوجہ کرنے سے

لے حکایت دینا،

لے عام شفقوں پر نظر،

لے انھما والوں کے لئے جو تعجب اور دل کو رت سے آگے ہوں

لے دفتر کے دفتر میں ہیں ہی کتا ہیں؟

ہذا تمام تر تحریرات میں اسکاٹ حکمران سے قطع نظر کیجئے اپنے  
 شہادت کو البتہ رفع کر لیجئے۔ وہ ہر دے سے اگر گت ہو تو اگر وہ منصف ہوں تو  
 ان کو علماء کا حوالہ دیدیجئے، خود وہ اپنے شبہات رفع کر لیں آپ کون فکر فرماتے  
 ہیں۔ اور اگر وہ متعاند ہوں جانے ویجئے ان کے ساکت کو دینے کا کوئی شرعاً  
 مشکلف نہیں پھر تعجب برداشت کرنا ایک فتنل امر کے لئے کسی کو ضرورت پڑی ہے  
 مشورہ کتمان نہادوت مشکوہ کی کتاب الایمان میں موجود ہے۔ التولے  
 حدیث کا قصہ مسلم و ابوداؤد و ترمذی میں موجود ہے۔ لہذا فی التیسیر فی کتاب  
 الحدود اور مسلم میں ایک اور قصہ مذکور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو  
 ایک شخص کی گردن مارنے کا حکم فرمایا، چونکہ وہ شخص کسی ام ولد کے  
 ساتھ متہم کیا گیا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو مجتنب یا کھر  
 چھوڑ دیا اور آپ نے تحسین فرمائی۔ معا علیہ خلیفہ سلطان ہی کا غالباً انوار العارفین  
 میں مذکور ہے، دیگر روایات کی تلاش کی چونکہ ضرورت نہیں۔ اسلئے  
 اس کا قصد نہیں کیا گیا، جب کہ ایک دلیل بھی کافی ہے۔ اگر یہ آثار قابل  
 اطلاع تسلیم بھی کر لیا جاوے تو مضر نہیں، کیونکہ ممکن ہے کہ حضرت روکی  
 خدمت میں ضمیمہ اس طرح اور ایسے عذران سے پیش کیا گیا ہو کہ حضرت  
 کو مظہر انکار نفس اعمال یا مع القیود المباحہ بلا لزوم الحاسد کا ہو گیا

لہ حکمران کو خاموش کر دئے،

لہ وہ کی دہشت والے و ہشی والے

لہ آقا تہا سہل کلا، لہ کہ حضرت حاجی صاحب نے ضمیمہ کے صفحوں پر لکھا تھا  
 لہ نفس ان عمنوں کے انکار یا جائز قیودوں کے ساتھ بغیر خیال لازم آنے کے

انکار کا گمان :

ہو اس بنا پر انہماک لغت مافعیں کو مضر نہیں ہے۔ جو مفسد آپ نے  
 دریافت فرمائے ہیں اگر آپ اصلاح الرسوم کی مفصل بحث میلاد شریف  
 یا رسالہ طریقہ مولد شریف اذالیفات اسحق راہظہ فرمادیں تو ان مفسد کا  
 بجز بنی النکست ہو جاوے، مگر یہاں بھی ان کا خلاصہ و اصل الاصول عرض  
 کئے دیتا ہوں وہ مفسدہ ہی تبدیل ثنیت و عقیدہ ہے اور اس پر جو شبہ لکھا  
 ہے اس کا جواب یہ ہے کہ عقیدہ و نیت کا حال بلا اظہار البتہ معلوم نہیں ہو سکتا  
 مگر محجب اہل عقیدہ اپنے قول سے یا فعل سے اس کا اظہار کر دیں، تو معلوم  
 ہو جاوے گا۔ چنانچہ ان صاحبوں کی عمومی حالت سے اعتقاد کا حال صاف  
 صاف ظاہر ہوتا ہے۔ مختصر امتحان یہ ہے کہ اگر یوں مشورہ دیا جاوے کہ جو  
 قیود فی نفسہا مباح اور جائز الفعل والترك ہیں، ان کو دس بار کرتے  
 ہیں۔ تو دس بار ترک بھی کر دے گا کہ قولاً و فعلاً اباحت ظاہر ہو جائے  
 تو اس قدر شاق ہو گا کہ فوراً غلٹ پر آمادہ ہو جاویں گے، اگر پچ ان  
 امور کو ضروری نہیں سمجھتے تو اس شاق گزرنے کی کیا وجہ اکثر عوام کا تو یہی

لہ مخالفت ہونے کا یہ گمان اگر اب بھی ہو مضر نہیں ہے کہ غلط پیش پر غلط تاثر سے بڑھا تھا۔  
 لہ کہ بعض رسم یا نمود و نشانی یا خصوصیات کو افضل یا غیر شرعی کا شرعی غیر واجب کو واجب  
 بنانے کا عقیدہ یا واجب جیسا عمل،  
 لہ کہ سنت کا علم نہیں ہو سکتا !

لہ جو قیدی اپنی ذات سے عاجز ہیں کہ ان کا کرنا برا ہو ہے۔

لہ اگر واجب عقیدہ یا عمل میں تہ قرایا یا تھا، تو مخالفت کی کیا بات جب حضور نے کرنا  
 نہ کرنا برا ہو دکھا، نہ کرنا بھی جائز قرار دیا۔ تو نہ کہنے بلکہ اس کا نام بھی لینے پر مخالفت تو اس  
 حضور کے جائز کئے ہونے کو ناجائز بنانا ہو گیا، جو سمجھت ترین جرم ہے۔

جسے کہ بلا ضرورت ان زلات کو گانا پھیرے اور جو شخص مقام تحقیق احکام شرعیہ میں ان زلات کا ذکر کرے وہ بالک احکام کے ان کا حجت نہ ہونا بیان کرے یہ ہرگز جملے ادبی نہیں، بلکہ عقید ادا کے مامور ہے اور یہ امر دریافت طلب کہ وہ کونسے واقعات تھے اس کی تحقیق آپ پہنچی ہے، اور وہاں یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ ایسے مفاسد و فتنہ عوام کا خواص سے غنی رہنا شب و روز مشاہدہ میں آکر ہے۔ اور ایک نہایت تحریر یا تقریر بھی اس کے خلاف پر قائم نہیں البتہ اس کی موافقت میں بے شمار شواہد ہیں۔

حال ہے اگر کسی تعلیم یافتہ فہم کا یہ عقیدہ نہ بھی ہو تو غایتہ فانی اللہ اس کے لئے علت مانعت پر نہ ہوگی، مگر یہ لازم نہیں آتا کہ کسی دوسری علت سے بھی منع نہ کیا جاوے اگر کوئی دوسری علت منع کی پائی جاوے تو ان کو بھی دیکھ گے، وہ علت ایہام جاہلہ ہے یعنی خواص کے کسی فعل مباح سے اکثر عوام کے عقائد میں فساد آنے کا اندیشہ غالب ہو تو خواص بھی مأمور بتکر مباح ہوں گے۔ شامی محشی درخت رائے بحث کراہت تبیین سورت میں بہ فائدہ لکھا ہے کہ جہاں تفسیر شروع ہو یا ایہام جاہل ہو وہاں کراہت ہوگی پس عوام الناس تغیر شروع کی وجہ سے روکے جاتے ہیں اور خواص (ایہام جاہل کی وجہ سے یہی وجہ مقدمہ ہے جس کا مخفی رہ جانا اور غفلت اللہ نہ ہونا بعید نہیں اکثر مفاسد زیات وعقائد عوام کے بزرگان و اکابر سے مخفی رہتے ہوئے روز و شب مشاہدہ میں آتے ہیں۔

شعبہ دوم کا جواب بھی اسی تقریر سے مل گیا، سوء ادب کا شعبہ  
اہل فہم سے نہایت بعید ہے جب انبیاء علیہم السلام سے زلت کے  
کے صدور کے معتقد و قائل ہونے میں سوء ادب لازم نہیں آیا، تو اولیاء  
کرام کے حق میں کوئی بات سوء ادب کی ہے۔ ہاں سوء ادب ایک طرح  
الحق اس باب کی گفتگو کی انتہائی تو ہوگی۔

اس وقت لوگوں کو اس خیال میں مبتلا کرنا کہ یہ واجب یا سنت ہے یا ترک سے افضل ہے، تو ضرور واجب کو واجب یا غیر سنت کو سنت سمجھ کر ان کا عقیدہ خراب ہوگا۔

۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱  
 ۴۷۲  
 ۴۷۳  
 ۴۷۴  
 ۴۷۵  
 ۴۷۶  
 ۴۷۷  
 ۴۷۸  
 ۴۷۹  
 ۴۸۰  
 ۴۸۱  
 ۴۸۲  
 ۴

۱۰۰ —

مشتبہ یہ سوچ کا جواب بھی مضامین مذکور بالا میں نظر کرنے سے متاخر ہوئے ہیں۔  
ظاہر ہو چکا ہے کہ مفسدہ دہمیں تفسیر مشروع اور ایہام جاہل سوچ کا عالم  
کے عقائد میں ایسا فرق کہ تغیر مشروع کی نسبت اس سے اگر مستبعد بھی ہو  
مگر ایہام جاہل یعنی ان کے عمل سے عوام مبتلا ہوا ہو جائیں ہرگز مستبعد  
نہیں اور چونکہ حضرت کی خدمت میں حاضر رہنے تک نہ ان صاحبوں کو ان  
اعمال کا مشفقانہ انتہام کاموقع ملانے وہاں کی حاضری میں مقتدا ہوئے گا جن

۱۷۰ لغزشوں کو

۱۰۔ مشرعی احکام کی تحقیق کے مقام میں۔

۱۱۔ احکام کہے بارہ ہیں ان کی دلیل کا نہ پتہ،

۵۴۰ حکم کی ادائیگی،

تھ کہ ایسا سمجھیں نہیں ہوتا۔

مشترعی حکم کو دلتا غم واجب کو واجب بنا لیتا۔ غم ثواب کو ثواب بنا دیتا۔

کے ہاوا قف کو راجب و سنت کے خیال میں مسئلہ کرتا

[illegible]

۱۔ کہ وہاں مقتدر، راجہ،

یہاں سے پھر دھڑکتے



موقع ملا، اللہ ہندوستان میں پہنچ کر ان کی شان ظاہر ہوئی۔ ان اعمال کا  
اہتمام بھی کیا۔ معتقدین کا ہجوم بھی تھا۔ ابہام کی نوبت بھی آئی تو اس ابہام  
کا زمانہ حاضری میں مشاہدہ کب ہو سکتا تھا۔ پھر محقق رہنے میں کوئی استبعاد  
نہیں۔ اب شبہ تمثیل منافقان و عطلے خلافت سب زائل ہو گیا اور یہ سوال  
کہ نور باطن سے حضرت کو کیوں نہ معلوم ہو گیا، یا کیوں نہ معلوم کر لیا، اس کا حاصل  
یہ ہوا کہ آپ کو کشف کیوں نہ ہوا یا آپ نے قوت کشف کو کیوں نہ استعمال کیا،  
سورج لوگ اس فن سے واقف ہیں ان کے نزدیک اس کا جواب یہ ہی ہے  
کہ کشف امر اختیاری نہیں نہ امر دائمی ہے اس لئے یہ سوال ضعیف ہے  
اس پر جو تقریبات کی ہیں وہ بھی اسی طرح مدفوع ہیں۔ اب آخر میں یہ  
عرض ہے کہ اگر کوئی نیا شبہ ہو تو تحریر اعلیٰ فرمانے کا مضائقہ نہیں  
اور اگر مثل خط دوم کے پہلے ہی شبہات کا اعادہ اور ان کے جوابوں  
کی توضیح کا لکھنا مدنظر ہو تو اس فطریل سے بہتر ہو گا اگر خود تشریف لاکر فیصلہ  
فرمالیں۔ کیونکہ تحریر میں بہت سے امور مفصل و منشرح ہونے سے رہ جاتے  
ہیں اور غیر ضروری امر میں وقت صرف کرنا درینغ و شاق معلوم ہوتا ہے،

والسلام (تہامہ شد)

لے کر ان کے فعل سے کوئی دلیل نہ کر سکتا۔  
۲۔ منافقوں کے مثل قرار دینے کا شبہ کہ حضرت کے سامنے اور کچھ ظاہر کرتے، الگ اور  
کچھ تو وہاں الگ کی نوبت ہی نہ آتی تھی۔  
۳۔ چنانچہ حضرت یعقوب کریمؑ کا کھان میں بہنا حضورؐ کو قصہ تہمت میں واقعہ مکشف نہ ہوا  
تھے جو نتیجے بنائے تھے سب دہن ہو گئے۔  
۴۔ قابل انوسس؛